امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 09 مورخہ ۶؍رجب المرجب ۱۴۴۱ھ مطابق ۲؍مارچ ۲۰۲۰ء روز سوموار

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل
- احسان حسن خان احسان
- مغربی بنگال میں اردو کا اہم مرکز
- دستور مخالف قانون اور......
- معاشرہ کی چند برائیاں اور......
- دھواں دھواں دہلی
- اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، ملی سرگرمیاں

ایس سی/ ایس ٹی اور او بی سی کے ریزرویشن کو پارلیامنٹ کی قانون سازی کے ذریعہ مستحکم کیا جائے: حضرت امیر شریعت

رپورٹ: محمد عادل فریدی

ابھی حال ہی میں سپریم کورٹ نے پرموشن میں رزیرویشن کے تعلق سے فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ پرموشن میں ایس سی/ ایس ٹی اور او بی سی کو دیا جانے والا ریزرویشن شخص کا بنیادی اختیار نہیں ہے، بلکہ یہ ریاست کی صوابدید پر منحصر ہے اور اس میں ریاستیں اپنی مصلحتوں کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلہ کرنیکے لیے آزاد ہیں۔ سپریم کورٹ کے اس فیصلہ نے ملک میں کمزور اور پسماندہ طبقات کو دیے جانے والے ریزرویشن کی بقا پر سوال کھڑا کر دیا ہے، اس سے مرکز کی بی جے پی حکومت، آر ایس ایس اور اس کے ہم نواؤں کے ریزرویشن کو ہمیشہ کے لیے ختم کرنے کے پوشیدہ ارادے بھی سامنے آنے لگے ہیں، جس سے ملک کے اصحاب فکر ونظر کی تشویش لازمی ہے۔ اسی تشویش کے اظہار کے لیے امارت شرعیہ میں مورخہ ۲۳؍فروری کو ایک پریس کانفرنس ہوئی، جس میں امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ العالی کے ساتھ کے ساتھ سابق وزیر اعلیٰ بہار شری جیتن رام مانجھی، بام سیف کے ریاستی صدر رام لگن مانجھی اور امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی قاسمی بھی موجود تھے۔

امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے پریس کانفرنس کے دوران صحافیوں کے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ ایس سی/ ایس ٹی، او بی سی کے لیے ریزرویشن پر سپریم کورٹ کا فیصلہ ان طبقات کی صورتحال کے خلاف ہے، جس سے انہیں سخت نقصان ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستان کے آئین سازوں نے سماجی، معاشی، تعلیمی اور تہذیبی اعتبار سے کمزور، دبے کچلے اور صدیوں سے طاقتوروں کے ظلم کے شکار لوگوں کو انصاف دینے اور انہیں سماج میں برابری کا موقع دینے کے لیے آئین میں ایسے لوگوں کے لیے تعلیم، ملازمت اور سیاست میں ریزرویشن کا ضابطہ شامل کیا تھا۔ ریزوریشن کا ضابطہ اس سماجی اور تہذیبی عدم مساوات کی تلافی کے لیے ہے جو ہندوستان کے طاقتور طبقے نے یہاں کے اصلی باشندوں کے ساتھ صدیوں سے روا رکھا تھا، ریزرویشن ہی وہ تدبیر ہے جس سے کمزوروں کو طاقت، بے زبانوں کو زبان اور دبے کچلے لوگوں کو سر اٹھانے کی قوت ملتی ہے۔ اگر یہ راستہ بند کر دیا جائے گا تو ہندوستانی معاشرہ ایک بار پھر اسی عدم مساوات اور ظلم وجبر کی طرف چل پڑے گا۔ اس لیے میرا صاف کہنا ہے کہ سپریم کورٹ کا یہ فیصلہ ان طبقات کے لیے بہت نقصان دہ ہے۔ ایس سی ایس ٹی، او بی سی اور دیگر کمزور ومظلوم طبقات کے حق کی آواز کو سبھوں کو مل کر بلند کرنی چاہئے اور ملک میں سی اے اے، این آر سی اور این پی آر کے خلاف جو مظاہرے ہو رہے ہیں ان میں ریزرویشن کے معاملہ کو بھی جوڑنا ضروری ہے۔

ایسا لگتا ہے کہ یہ فیصلہ مرکز کی بی جے پی حکومت کے دباؤ میں دیا گیا ہے۔ کیوں کہ بی جے پی اور آر ایس ایس ہمیشہ سے ریزرویشن کی مخالف رہی ہے، پہلے بھی آر ایس ایس کے ترجمان مدن موہن وید یہ ریزرویشن کو علیحدگی پسندی کو بڑھاوا دینے والا بتا چکے ہیں، جس سے ظاہر ہے کہ آر ایس ایس ریزرویشن کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ حکومت ہند کی ذمہ داری ہے کہ ریزرویشن کے تحفظ کے لیے ٹھوس اقدام کرے اور اس کے لیے پارلیامنٹ سے مضبوط قانون پاس کرے تاکہ ریزرویشن محفوظ ہو سکے اور اس پر کسی قسم کا چیلنج نہ کیا جا سکے۔

آپ نے امارت شرعیہ کی فکر کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ کی کوشش ہے کہ مظلوموں کو جینے کا حق ملے اور ان کی ترقی میں کوئی رکاوٹ نہ ہو، یہ ایک سچائی ہے کہ اس ملک میں ہزاروں سال سے ایس سی ایس ٹی کے لوگوں کو دبایا گیا، ان کو ذلیل کیا گیا اور مختلف طریقوں سے ان کا استحصال کیا گیا، آزادی کے بعد بھی ایس سی/ ایس ٹی، او بی سی اور اقلیتوں کے ساتھ دوہرا رویہ اختیار کیا گیا، ان کے حقوق مارے گئے، ان کی صلاحیتوں کو دبایا گیا، اور ان پر عرصۂ حیات کو تنگ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی، آئین میں ایس سی/ ایس ٹی اور او بی سی کو دیے گئے ریزرویشن اور اقلیتوں کو دیے جانے والے تحفظات کے باوجود ان کے حقوق کو سلب کیا گیا، یہ بات سب جانتے ہیں۔ امارت شرعیہ کی یہ کوشش رہی ہے اور رہے گی کہ سماج کے ہر طبقہ کو انصاف ملے اور ترقی کرنے کا موقع دیا جائے۔

آئین نے جو اقلیتوں کو بنیادی حق دیا تھا، اس میں آرٹیکل ۱۳۰؍کے تحت ہمیں اپنے ادارے بنانے اور چلانے کا حق دیا گیا، ہمیں حق ہے کہ ہم اس میں کسی سے بھی مدد لیں، حکومت سے بھی ہم مدد لے سکتے ہیں، لیکن یہ بھی سچائی ہے کہ سپریم کورٹ نے اس حق کو ختم کیا، سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ سنایا کہ ادارے اگر حکومت کی مدد سے چل رہے ہیں تو پھر ان کے اختیارات کم ہوں گے، ایڈمیشن میں ان کا اختیار کم چلے گا، اس کی ایک لمبی فہرست ہے، ظاہر ہے کہ یہ دستور کی بنیادی سوچ کے خلاف ہے اور یہ سوچ ان سب لوگوں کی ہے جو اس ملک میں مضبوط اور طاقتور مانے جاتے ہیں، جو اس ملک کی باگ ڈور سنبھالتے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ جو لوگ پیچھے ہیں وہ پیچھے رہیں اور جو لوگ اس ملک میں حکومت کر رہے ہیں وہ کرتے رہیں اور اپنے لوگوں کو آگے بڑھاتے رہیں۔ امارت شرعیہ اس سوچ کے خلاف ہے، امارت شرعیہ صلاحیتوں کو ریکگنائز کرنے کی بات کرتی ہے، امارت شرعیہ کی یہ سوچ ہے کہ اگر کسی شخص میں کوالٹی ہے، خواہ وہ کسی بھی خاندان یا ذات میں پیدا ہوا ہو، کسی بھی مذہب کا ماننے والا ہو، اس کو دبنے یا دبانے کا موقع نہیں ملنا چاہئے، اس کو ترقی کرنے کا موقع ملنا چاہئے۔ ریزوریشن کا ضابطہ طاقتوروں کو کمزوروں پر ظلم کرنے سے روکتا ہے، اس لیے ریزرویشن کا تحفظ ضروری ہے، ہماری رائے ہے کہ اس کو نویں شیڈول میں ڈالنا چاہئے تاکہ ریزرویشن محفوظ ہو سکے اور اس میں کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ ممکن نہ ہو۔ یہ صرف آج کا مسئلہ نہیں ہے، بلکہ آنے والے دنوں کا مسئلہ ہے تاکہ کوئی عدالت یا کوئی پارلیامنٹ اس میں چھیڑ چھاڑ نہ کر سکے۔

اس پریس کانفرنس میں ریزرویشن کے مسئلہ کے علاوہ سی اے اے، این پی آر اور این آر سی سے متعلق بھی سوالات کیے گئے، سی اے اے کے تعلق سے ایک سوال کیا گیا کہ ایس سی ایس ٹی اور او بی سے کے لیڈران تو سی اے اے کے مسئلہ پر مسلمانوں کے ساتھ آرہے ہیں مگر عوام نہیں آرہی ہے، اس کی کیا وجہ ہے، اس سوال کے جواب میں حضرت امیر شریعت نے فرمایا کہ جب تک پبلک میں مضبوط پیغام نہیں پہونچے گا اور ان پر سی اے اے کا نقصان واضح نہیں ہوگا کوئی بھی اس بات کے لیے دھرنا اور مظاہرہ کے لیے تیار نہیں ہوگا، مسلمان پہلے کھڑے ہوئے یہ سچائی ہے، کیوں کھڑے ہوئے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو سات ساڑھے سات مہینے پہلے سے آنے والے خطرات سے آگاہ کیا جارہا تھا، انہیں خبردار کیا گیا کہ یہ مصیبت آنے والی ہے اور یہ ہونے والا ہے، اور سب سے پہلے بڑے پیمانے پر اور پورے ملک کے پیمانے پر امارت شرعیہ اور خانقاہ رحمانی نے پرچے، پمفلٹس، اخبار، وہاٹس ایپ اور سوشل میڈیا کے دیگر ذرائع سے لوگوں کو سمجھایا۔ لیکن بدقسمتی سے ہماری یہ آواز ایس سی/ ایس ٹی اور او بی سی تک نہیں پہونچ سکی۔ اس طبقے کے جو لیڈران ہیں ان کی آواز اس طبقہ کے اندر مہینے ڈیڑھ مہینے سے پہونچنی شروع ہوئی ہے، ابھی بھی یہ پوزیشن ہے کہ ایک بڑی آبادی تک یہ آواز نہیں پہونچائی جا سکی ہے۔ ساتھ ہی اس معاملہ میں الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا کا جو رویہ ہے وہ سب جانتے ہیں، میڈیا کے ذریعہ جو وہم پھیلایا جا چکا ہے وہ اب دھیرے دھیرے چھنٹ رہا ہے، اب یہ بات الگ الگ طبقات تک پہونچ رہی ہے اور لوگ کھڑے ہو رہے ہیں۔

امارت شرعیہ کے این پی آر کے سلسلہ میں رخ کو واضح کرتے ہوئے حضرت امیر شریعت نے فرمایا کہ ہم لوگ جلدی میں کوئی فیصلہ نہیں کرتے، امارت شرعیہ اپنی لمبی تاریخ اور خدمت کے ساتھ زندہ ہے، اس لمبے تجربے سے ہم نے سیکھا ہے کہ فیصلہ صحیح وقت پر کرنا چاہئے۔ یہ سمجھنا کہ مرکزی حکومت اس معاملہ میں نہیں الجھی ہے یہ غلط فہمی ہے، مرکزی حکومت کو اپنی غلطی کا علم ہو چکا ہے، لیکن اندر جو ایک ضد ہوتی ہے کہ قدم پیچھے کیسے ہٹائیں اسی میں وہ پس وپیش میں ہے، مرکزی سرکار یہ سمجھ رہی ہے کہ ہم پھنس چکے ہیں اس لیے پیچھے ہٹنے کے لیے ایکسرسائز کرنا پڑ رہا ہے، مرکزی سرکار کو یہ امید نہیں تھی کہ آل انڈیا لیول پر اتنا ہنگامہ اور اختلاف ہو جائے گا۔ بھارت کی تاریخ میں آج تک کوئی بھی قانون ایسا نہیں بنا جس قانون پر اتنے کھلے انداز میں مخالفت ہوئی ہو۔ جہاں تک مجھے یاد آتا کہ کہ جب ریزرویشن کے خلاف مدراس ہائی کورٹ نے ۱۹۵۱ء میں فیصلہ کر دیا تھا تو اس وقت جنوبی ہند کے اندر بہت بڑا ہنگامہ ہوا تھا، لیکن شمالی ہند تک یہ بات نہیں پہونچی تھی، یہ پہلا موقع ہے کہ ایک قانون کی بنیاد پر اتر سے دکھن تک ہنگامہ ہو رہا ہے۔ اور یہ پہلا موقع ہے کہ دنیا کے ۲۱۷؍شہروں میں اس قانون کے خلاف احتجاج اور مظاہرہ ہوا بلکہ کہیں کہیں تو دھرنا بھی ہوا۔ ایسا نہیں ہے کہ انڈیا کی گورنمنٹ اس کو دیکھ نہیں رہی ہے اور اس میسج کو سمجھ نہیں رہی ہے اور اگر اتنے ملکوں میں ہوئے احتجاج کی بات نہیں سمجھ میں آئی تو اب ''انکل ٹام'' (امریکی صدر ڈانالڈ ٹرمپ) نے جو کہا ہے وہ تو سمجھ میں آگئی ہوگی، جو لوگ باہر کی آواز کو یہ کہتے ہیں کہ یہ ہمارا آنترک (اندرونی) معاملہ ہے، تو باہر کے لوگوں کے ساتھ چہرے چمکا کر فوٹو کیوں کھچوا رہے ہیں؟ کیوں یوروپی یونین کے نمائندوں کو لا کر کشمیر کے ڈل جھیل کی سیر کرا رہے ہیں اور یہ پیغام دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ سب چنگا ہے؟ امریکہ میں جا کر ''ہاؤڈی موڈی'' کیوں کیا جارہا ہے؟ یہ سب اسی لیے تو ہو رہا ہے کہ باہر کی دنیا میں ہماری تصویر ٹھیک ہو۔ پانچ سال کی محنت کے بعد مرکزی حکومت نے باہر کی دنیا میں اپنی تصویر ٹھیک کی تھی، اب وہ سب ان کے خلاف پڑ رہا ہے اس کی پہچان یہ ہے کہ دنیا کے دو سو سترہ شہروں میں اس قانون کے خلاف باقاعدہ جلوس نکلا، دھرنا ہوا اور مظاہرہ ہوا۔ (بقیہ صفحہ ۱۰؍پر)

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

آزمائش کی گھڑی

وہ ذات بڑی بابرکت ہے، جس کے قبضہ میں کائنات کی بادشاہت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، جس نے زندگی اور موت کو پیدا کیا، تا کہ تم کو آزمائے کہ تم میں سے کون اچھا عمل کرتا ہے اور وہ غالب ہے اور خوب بخشنے والا ہے (سورہ الملک ۲)

وضاحت:۔ انسانی زندگی کی تخلیق کا بنیادی عنصر اللہ کی اطاعت وفرماں برداری کرنا اور اپنی مرضی کو اللہ کے مرضی کے تابع بنا دینا ہے، اس طرح جس نے دنیاوی زندگی کو احکام الٰہی کے مطابق گذاری، موت کے بعد اس کی زندگی عیش وتنعم کی زندگی ہوگی اور جس نے اس دنیا کو لہو ولعب اور خرافات میں گنوادیا وہ قیامت کے دن اپنے کرتوت پر سخت سزا پائے گا۔ گویا یہ دنیا دارالعمل ہے، یہاں جو کرے گا اس کا بدلہ پائے گا، اب عمل تھوڑا ہو یا زیادہ اللہ کے یہاں قیمت اخلاص وللّٰہیت کا ہوگا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ تم میں سے کس کا عمل اچھا ہے، یہ نہیں فرمایا کہ کس کا عمل زیادہ ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نزدیک کسی عمل کی مقدار کا زیادہ ہونا قابل توجہ نہیں، بلکہ عمل کا اچھا اور صحیح ہونا معتبر ہے، اس لئے قیامت کے دن انسان کے اعمال کو گنا نہیں جائے گا بلکہ تولا جائے گا جس میں بعض ایک ہی عمل کا وزن ہزاروں اعمال سے بڑھ جائے گا، (معارف القرآن) آیات قرآنی سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کا ہر بندہ آزمائش سے دوچار ہوتا ہے اور اس کے آزمائشی مراحل بھی اسی معیار کے ہوتے ہیں، اللہ نے انبیاء کرام، اولیاء اور اتقیاء کو بھی مختلف طرح کے آزمائشی مراحل سے گذارا، لیکن ان میں ان کے مقام ومنصب کے مطابق استحکام کا وصف بھی پیدا کیا، سنت اللہ یہ بھی ہے کہ وہ عام انسانوں کو بھی دشوار گذار مراحل سے گذارے گا، اپنوں اور غیروں کی طرف سے اعتراضات واختلافات کے وار کئے جائیں گے، یہاں تک کہ حکومت وقت کی ستم رانیوں کا بھی نشانہ بننا پڑے گا، مومن بندہ کو ان تمام مشکل حالات میں ایمانی قوت اور حکمت وتدبیر کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے نہ تو ظلم کو برداشت کرنا ہے اور نہ ہی مظلوم بن کر زندگی گذارنی ہے، بلکہ اس کے لئے عملی اقدامات کرنے ہیں، عقلی وسیاسی طریقے سے بھی اور رجوع وانابت الی اللہ کے ذریعہ بھی۔ بلا شبہ اس وقت ہندوستانی مسلمان دشوار گذار مراحل سے گذر رہے ہیں وہ اس بات کے لئے مبارکباد کے بھی مستحق ہیں کہ اس کے لئے جو سیاسی حکمت عملی اختیار کی جانی چاہئے وہ بھی اختیار کر رہے ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ اللہ رب العزت سے اپنے تعلقات کو بھی استوار کریں، دعا ومناجات اور تسبیح واذکار کا بھی اہتمام کریں، حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عوف بن مالک کو مصیبت سے نجات اور حصول مقصد کے لئے یہ تلقین فرمائی کہ کثرت کے ساتھ **لاحول ولاقوۃ الاباللہ** پڑھا کریں، حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا کہ دینی ودنیاوی ہر قسم کے مصائب اور مضرت سے بچنے اور منافع ومقاصد کو حاصل کرنے کے لئے اس کلمہ کی کثرت بہت مجرب عمل ہے۔ اور اس کثرت کی مقدار حضرت مجدد الف ثانیؒ نے یہ بتلائی کہ روزانہ پانچ سو مرتبہ یہ کلمہ **لاحول ولاقوۃ الا باللہ** پڑھا کرے اور سو مرتبہ درود شریف اس کے اول وآخر میں پڑھ کر اپنے مقصد کے لئے دعا کیا کرے، بزرگان دین نے استغفر اللہ ربی سو مرتبہ پڑھنے کی بھی تلقین کی ہے، اگر ہر مسلمان موجودہ حالات میں ان دعاؤں کا ورد کرتا رہے تو یقین مانئے کہ مصائب ومشکلات کے بادل چھٹیں گے اور دینی ودنیاوی مقاصد میں کامیابی ملے گی۔ اللہ ہر چیز پر قادر ہے، وہ اپنے مومن بندہ کو ضائع نہیں کرے گا۔

وقت ضائع نہ کیجئے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں بہت سے لوگ دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں، ایک صحت کی نعمت اور دوسری فرصت وفراغت کی نعمت (بخاری شریف)

مطلب:۔ اللہ کی بے شمار نعمتوں میں صحت وتندرستی ایک بڑی نعمت ہے، جو آج صحت مند وتوانا ہے ضروری نہیں کہ وہ کل بھی صحت مند رہے، یا جس کو آج کچھ کرنے کا موقعہ ملا ہے کل بھی اس کو موقعہ مل جائے، بلکہ عین ممکن ہے کہ کل اس کی مشغولیت بڑھ جائے، اس لئے کسی کام کو کل پر ٹالنا کہ کل کروں گا، پرسوں کروں گا یہ دھوکہ ہے، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں اکثر لوگ خسارہ اٹھاتے ہیں، اگر آپ نے وقت کی قدر کی اور فرصت کو غنیمت جانا اور اس کو کام میں لگایا تو یہی زندگی آخرت کا سرمایہ بن جائے گی، اور اگر آپ نے اس کو لایعنی کاموں اور فضول باتوں میں ضائع کر دیا تو دنیا وآخرت میں نقصان کے علاوہ کچھ ہاتھ نہیں آئے گا، دنیا میں ہر نقصان کی تلافی اور ہر درد کا مداوا ہوسکتا ہے مگر گذرے ہوئے وقت کا اعادہ اور اس کی تلافی ممکن نہیں ہوسکتی، اس لئے ابھی جو صحت وفرصت ملی ہے، اس کو صحیح طریقہ پر استعمال کرنا چاہئے، لایعنی اور بے فائدہ کاموں میں ضائع نہیں کرنا چاہئے، اس کے لئے صبح وشام تک کے لئے ایک نظام بنالیں اور سوتے وقت دن بھر کے کاموں کا جائزہ لیں کہ جو نظام الاوقات تیار کیا تھا اس پر کس حد تک قائم رہے، دنیا کی تاریخ میں جن لوگوں کو بھی بلند رتبہ ملا ان کی زندگی کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے وقت کی پابندی کی اور محنت کو اپنا دستور العمل بنایا، علامہ سیوطیؒ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے زندگی بھر درس وتدریس کا فریضہ انجام دیا، مگر اس کے باوجود انہوں نے سو کتابیں تصنیف کیں، ذرا سوچئے کہ ان کو یہ فرصت کیسے ملی اور کیونکر انہوں نے تاریخ عالم میں ایسے لافانی نقوش چھوڑے، علامہ نے اپنی زندگی کے ایک ایک منٹ کا نظام بنایا اور پوری دل جمعی اور پابندی کے ساتھ وقت کا صحیح مصرف نکالا، اس طرح کے بے شمار واقعات تاریخ کی کتابوں میں موجود ہیں، کہ بلند رتبہ پانے والوں نے ایک ایک لمحہ کو قیمتی جانا، اس کو تول تول کر خرچ کیا، صحت وفراغت کے لمحات کی قدر کی، اگر ہم بھی فضولیات سے دامن بچاتے ہوئے وقت کا صحیح مصرف نکالیں تو آنے والے دنوں میں ترقی کے زینے طے کریں گے اور خوشحالی ہمارا استقبال کرے گی۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

حرام کمائی سے حلال کاروبار

ایک آدمی جو شراب کا کاروبار کرتا تھا، اس نے اس کاروبار کو چھوڑ کر اس کمائی کو کپڑے کے کاروبار میں لگایا اور اس سے خوب نفع حاصل کیا۔ سوال یہ ہے کہ یہ آمدنی اس کے لیے حلال ہے یا نہیں جبکہ حرام کمائی سے یہ کاروبار کیا گیا ہے؟

الجواب و باللّٰہ التوفیق

شراب کے کاروبار سے حاصل جتنی رقم اس نے کپڑے کے کاروبار میں لگائی ہے، اس پر لازم ہے کہ اتنی رقم بلا نیت ثواب صدقہ کردے۔ **لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه**(رد المحتار كتاب الحظر و الاباحة باب الاستبرا فصل فی البیع: ۹/ ۵۵۳) اس کے بعد بچی ہوئی رقم اس کے لیے حلال ہے اپنی ضروریات میں استعمال کرسکتا ہے۔ ’’**و فی القهستانی : وله أن يوديه إلى المالک، و يحل له التناول لزوال الخبث**‘‘(رد المحتار: ۹/ ۲۷۶؛ كتاب الغصب)

پھل آنے سے پہلے باغات کی بیع

پھلوں کا کاروبار کرنے والے لوگ عام طور پر درختوں پر پھل آنے سے پہلے ہی باغات خرید لیتے ہیں، اس کی سینچائی اور دوا وغیرہ کا چھڑکاؤ کرتے رہتے ہیں، تا کہ پھل محفوظ رہے، سوال یہ ہے کہ ایسا کرنا شرعاً صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب و باللّٰہ التوفیق

پھل آنے سے قبل پھلوں کی بیع معدوم کی بیع ہے اور یہ بالاتفاق ممنوع ہے۔ **لا خلاف فی عدم جواز بيع الثمار قبل أن تظهر**(رد المحتار: ۷/ ۸۵)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کار آمد ہونے سے پہلے پھلوں کی بیع سے منع فرمایا ہے۔ ’’**عن ابن عمر رضی الله عنهما أن رسو ل الله صلى الله عليه وسلم نهى عن بيع الثمر حتى يبدو صلاحها نهى البائع و المبتاع.**‘‘(صحيح البخارى باب بيع الثمار قبل أن يبدو صلاحها: ۲/ ۲۹۲)

البتہ جواز کی صورت یہ ہے کہ زمین کا مناسب کرایہ طے کر دیا جائے اور باغ کو زمین سمیت ایک معینہ مدت کے لیے دے دیا جائے اور پھلوں سے فائدہ حاصل کرنے کا اختیار دے دیا جائے تو اس کی گنجائش ہوگی، اس کے بعد خریدار پھلوں سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ ’’**و من استأجر أرضا على أن يكريها و يزرعها و يسقيها فهو جائز**‘‘(الهدايه: ۳/ ۲۹۰)

بازار میں بکنے والے آموں کی خریداری

بازار میں بکنے والے آموں کے بارے میں معلوم نہیں کہ خریدار نے ان پھلوں کو باطل طریقہ سے خریدا ہے یا فاسد طریقہ پر، ایسے پھلوں کو خرید کر کھانا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجواب و باللّٰہ التوفیق

بازار میں یہ متعین کرنا دشوار ہے کہ کون سا مال عقد باطل کا ہے اور کون سا عقد فاسد کا، اور بائع سے اس کی تحقیق و تفتیش کی ضرورت بھی نہیں ہے، لہٰذا لاعلمی کی بنا پر بازار میں بکنے والی دیگر اشیاء کی طرح آموں کو بھی خرید کر استعمال کر سکتے ہیں شرعاً جائز و درست ہے۔ (مستفاد کتاب النوازل: ۱۰/ ۴۷۷)

قسطوں پر خرید وفروخت

مارکیٹ میں گاڑی، لیپ ٹاپ اور فریج وغیرہ کی خرید وفروخت قسطوں پر ہو رہی ہے، جس میں ایک متعینہ مدت تک قسط وار رقم ادا کرنے پر نقد خریدنے کے بالمقابل کچھ زیادہ رقم ادا کرنی پڑتی ہے، سوال یہ ہے کہ یہ زائد رقم سود میں شمار ہوگی یا نہیں؟

الجواب و باللّٰہ التوفیق

چونکہ بائع کو ادھار فروخت کرنے کی صورت میں نقد کے بالمقابل زائد رقم لینے اور نقد و ادھار کے لیے الگ الگ بھاؤ رکھنے کا شرعاً اختیار حاصل ہے۔ ’’**و يزاد فى الثمن لأجله إذا ذكر الأجل مقابلة زيادة الثمن قصداً**‘‘(البحر الرائق: ۶/ ۱۱۵) لہٰذا صورت مسئولہ میں گاڑی، لیپ ٹاپ، واشنگ مشین وفریج وغیرہ متعین قسطوں پر خریدنا شرعاً جائز و درست ہے، اور زائد رقم ادھار خریدنے کی وجہ سے ہے، اس کا شمار سود میں نہیں ہوگا۔ ’’**البيع مع تأجيل الثمن و تقسيطه صحيحٌ**‘‘(شرح المجله: ۱/ ۱۲۷)

وقت مقرر پر ثمن ادا نہ کرنے پر معاملہ ختم کرنا

زید اور بکر کے درمیان ایک زمین کی خرید وفروخت کا معاملہ طے ہوا، بکر نے آدھی قیمت ادا کردی اور باقی آدھی قیمت کے لیے معاہدہ ہوا کہ ۲۰؍فروری ۲۰۲۰ء تک ادا کر دے گا ورنہ زید کو دوسرے کے ہاتھ بیچنے کا اختیار ہوگا، فروری پورا مہینہ گذر گیا اور اب تک اس نے باقی رقم ادا نہیں کی تو کیا اب زید اپنی زمین دوسرے کے ہاتھ فروخت کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب و باللّٰہ التوفیق

صورت مسئولہ میں جب کہ بکر نے معاہدہ کے مطابق وقت مقررہ پر رقم ادا نہیں کی تو زید بکر کی رقم واپس کر کے اپنی زمین کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کرسکتا ہے، شرعاً جائز و درست ہے۔ ’’**فصل فيما ينفسخ به العقد المعاملة منها صريح الفسخ و منها الاقالهو منها إنقضاء المدة**‘‘(بدائع الصنائع: ۵/ ۲۷۳)

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 09 مورخہ ۶/رجب المرجب ۱۴۴۱ھ مطابق ۲/مارچ ۲۰۲۰ء روز سوموار

دہلی جل اٹھی

سی اے اے، این آر سی اور این پی آر جیسے کالے قانون نے پورے ملک کو احتجاج، مظاہرے اور دھرنے میں تبدیل کردیا ہے، دوماہ سے زیادہ گذر جانے اور حالات کے سازگار نہ ہونے کا کہہ کر عدالت میں سماعت ٹلتے رہنے کے باوجود لوگوں کے جوش وجذبہ، جرأت وہمت اور اولوالعزمی میں کوئی کمی نہیں آئی ہے، فرقہ پرست طاقتیں جب ان تحریکات کے نتیجہ میں بے بس ہوگئیں تو انہیں پرامن مظاہرے کو خونی بنانے کی سوجھی، کھسیاہٹ دہلی کی ہار کی بھی تھی، چنانچہ جب مرکزی حکومت ڈونالڈ ٹرمپ کے آگے سجدہ ریز ہورہی تھی اور پوری مرکزی کابینہ ''نمستے ٹرمپ'' پروگرام میں شرکت کے لئے احمد آباد میں فروکش تھی، بی جے پی اور آر ایس ایس کے غنڈوں نے جمنا پار کے کئی علاقوں میں خون کی ہولی کھیلی، سینکڑوں دوکانوں کو نذر آتش کردیا گیا محتاط اطلاعات کے مطابق تقریباً چالیس لوگوں کو اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑے، سینکڑوں لوگ زخمی ہوکر اسپتال میں حیات وموت کی کشمکش میں مبتلا ہیں، دہلی میں امن وامان کی حالت پہلے بھی بہت اچھی نہیں تھی، لیکن اس واقعہ نے پوری دہلی کو ہلا کر رکھ دیا ہے، گجرات ماڈل کو بھگوا دھاریوں نے یہاں بھی دہرانے کی کوشش کی، مسجدوں کو نذر آتش کیا اور اسی پر بھگوا جھنڈا لہرادیا، حالات اب بھی اچھے نہیں ہیں، اسے پرامن بنانے میں مہینوں لگ جائیں گے، اور جن کے لڑکے اور عزیز واقرباء اس حادثہ کے شکار ہوکر موت کی نیند سو گئے یا زخمی ہوئے وہ تو تازندگی اسے بھول نہیں پائیں گے، جن کے اثاثے خاک ہوگئے ان کی عمریں ان اثاثوں کو پھر سے جمع کرنے میں کھپ جائیں گی، ۱۹۸۴ء کے بعد دہلی نے کئی روز تک قتل وغارت گری کی وہ گرم بازاری دیکھی، جس کی نظیر ماضی قریب میں کوئی دوسری نہیں ملتی، اور واقعہ یہ ہے دہلی فساد کے خون کے دھبے کئی برساتوں کے بعد بھی آسانی سے دھل نہیں پائینگے۔ یہ فساد اچانک نہیں ہوا، اس کے لئے زمین، دہلی انتخاب کے پہلے سے ہی تیار کی جارہی تھی، بی جے پی لیڈر کپل مشرا دہلی انتخاب کو ہندوستان، پاکستان کی جنگ بنا کر پیش کرتے رہے، پرویش ورما نے ہندوؤں کے جذبات ابھارنے کے لئے یہاں تک کہہ ڈالا تھا کہ اگر ووٹ آپ نے بھاجپا کو نہیں دیا تو شاہین باغ والے ہماری بیٹیوں کی عصمت دری کریں گے، انوراگ ٹھاکر نے مظاہرین کو غدار قرار دے کر ان پر گولی چلانے کی تحریک کی، امت شاہ نے صاف صاف کہا کہ ای وی ایم کا بٹن اتنے زور سے دباؤ کہ کرنٹ شاہین باغ کو لگے، مودی جی نے اس پورے واقعہ کو سنجوگ نہیں پریوگ سے تعبیر کیا اور بی جے پی کے لیڈر کپل مشرا نے پولس تک کو دھمکی دے ڈالی تھی کہ ٹرمپ چلے جائیں پھر وہ پولس کی بھی نہیں سنیں گے اور ٹرمپ کے واپس جانے سے پہلے ہی پولس کی نگرانی اور مدد سے اس نے دہلی کے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنی شروع کردی، دہلی میں اروند کیجریوال کی حکومت ہے، لیکن ان کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے ہیں، قانون کی بالادستی حکمراں پولس کے ذریعہ کیا کرتے ہیں اور پولس کا کنٹرول وہاں ریاستی حکومت کے پاس نہیں ہے، مرکزی حکومت کے پاس ہے، اور جو دنگا بھڑکانے والے لوگ ہیں وہ ہمارے وزیر اعظم اور وزیر داخلہ کے دست وبازو ہیں، ایسے میں کون ان پر ہاتھ ڈالے گا یہ تو سمجھتے ہیں کہ ''سیاں بھئے کوتوال، اب ڈر کاہے کا'' چنانچہ دہلی میں فسادی کسی بھی خوف اور ڈر کے بغیر دہلی کو ویرانے میں بدلتے جارہے ہیں۔ رہ گئی عدالت تو اس نے اس سارے واقعہ پر کڑا رخ اپنایا ہے، دہلی ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ نے حکمراں طبقے کو سخت پھٹکار لگائی، پولس کو ایف آئی آر درج نہ کرنے پر ڈانٹ پلائی، مجروحین کو ہوسپٹل لے جانے کے لئے حفاظتی انتظامات سخت کرنے اور راستہ کھولنے کی ہدایت دی، عدالت نے صاف صاف کہا کہ وہ خاموش تماشائی بنی نہیں رہ سکتی اور دہلی میں ۱۹۸۴ء کو دہرانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

عدالت کے اس سخت رویئے کو دیکھ کر جس میں انہوں نے آئندہ کل پولس کو رپورٹ دینے کو کہا تھا مرکزی حکومت اس قدر برانگیختہ ہوئی کہ اس نے رات میں ہی متعلقہ جج کے تبادلہ کا فیصلہ کردیا، چیف جسٹس نے صدر جمہوریہ کو ہریانہ اور پنجاب ہائی کورٹ کے جج کی حیثیت سے جسٹس مرلی دھر کو بھیجنے کی سفارش کی اور صدر جمہوریہ نے تبادلہ کی اس کارروائی پر اپنے دستخط ثبت کردیئے اور فساد کے سلسلہ میں سخت رویہ اختیار کرنے والے جسٹس مرلی دھر کو دہلی ہائی کورٹ کے جج کی حیثیت سے اگلی صبح دیکھنی نصیب نہیں ہوئی اور سماعت کی اگلی تاریخ ۱۳/اپریل مقرر کرکے عدالت نے مرکزی حکومت کو راحت پہونچادی، فسادیوں کے حوصلے اب بھی کمزور نہیں ہوئے ہیں، جن مسجدوں پر بھگوا جھنڈا لہرایا گیا تھا پولس اب تک اسے اتار نہیں پائی ہے، مختلف علاقوں میں جے شری رام کے نعرے لگا کر اقلیتوں کو ہراساں کیا جارہا ہے، مسلمانوں کی طرف سے تحمل وبرداشت کا غیر معمولی مظاہرہ ہے، یقیناً ہم لوگ تشدد کے خلاف ہیں، پرامن زندگی گذارنا چاہتے ہیں، لیکن دوسری طرف ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جان ومال، عزت وآبرو، دین وشریعت کی حفاظت مقاصد دینیہ میں سے ہیں اور ہمیں ان مقاصد کی حفاظت کے لئے ضروری اقدام کرنا چاہئے۔

ہندوتوا کی طرف بڑھتا قدم

ہندوستان سیکولر ملک ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت کا کوئی مذہب نہیں ہوگا، وہ تمام مذاہب کا احترام کرے گی اور ان کے ماننے والوں کو اپنے عقیدے اور مذہب کے مطابق زندگی گذارنے میں رکاوٹیں کھڑی نہیں کرے گی، اسی بنیاد پر آزادی کے بعد سرکاری دفاتر اور زمینوں پر مذہبی عبادت گاہوں کے قیام کا کوئی تصور نہیں تھا، حکومت کے کارندوں نے کہیں کہیں اپنے طور پر اس کام کو شروع کردیا اور دیکھتے دیکھتے سرکاری زمینوں پر مندروں کی تعمیر ہونے لگی اور جس کا جہاں بس چلا ایک پتھر ڈال کر اس کی پوجا شروع کردی، پھر دھیرے دھیرے بھگوان پرکٹ ہونے لگے، بلکہ کہنا چاہئے کہ ''پرکٹ'' کرایا جانے لگا، بابری مسجد کے ساتھ یہی ہوا، اور یہیں سے یہ روایت بنی کہ جس زمین پر قبضہ کرنا ہو یا سرکاری قبضہ میں جانے سے بچانا ہو تو ایک عدد ''بھگوان'' وہاں پر کھڑا کردیا جائے اور پوجا پاٹ میں لگ جایا جائے، لیکن اب معاملہ اس سے بہت آگے بڑھ گیا ہے۔ گذشتہ دنوں وزیر اعظم نریندر مودی نے بنارس سے اندور کے لئے ایک ٹرین کو ہری جھنڈی دے کر روانہ کیا، اس ٹرین کا نام کاشی مہا کالی اکسپریس رکھا گیا ہے، یہ ٹرین شہر بنارس سے اندور تک سفر کرے گی، یہاں سے قریب اجین مندروں کا شہر ہے اور مہا کالی کے نام سے مندر بھی ہے، جس کے ارد گرد ''پری کرما'' چکر لگایا جاتا ہے اور بڑا میلہ لگتا ہے۔ اس ٹرین کے اے سی تھری ٹائر B-5 میں چونسٹھ نمبر برتھ کو ہمیشہ کے لئے ہندوؤں کے بھگوان شنکر جی کے نام پر رزرو کردیا گیا ہے، یہ برتھ کسی مسافر کو الاٹ نہیں کی جاسکے گی، اور شنکر جی ہی ہر روز اس پر ''براجمان'' ہوں گے، خبر رساں ایجنسی پی ٹی آئی کے مطابق ریلوے کے ترجمان دیپک کمار نے انہیں بتایا کہ یہ سٹ ہمیشہ کے لئے بھگوان شنکر جی کے لئے محفوظ ہے، اس سٹ پر سنکر جی کی مورتی اس میں نصب کردی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ حکومت کی جانب سے یہ قدم سیکولر اقدار کے منافی ہے، دوسری ٹرینوں میں بھی یہ سلسلہ دراز ہوسکتا ہے، مطالبہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ''غریب نواز ایکسپریس'' میں خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ اور دہلی جانے والی ٹرین جو حضرت نظام الدین جاتی ہے اس میں حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے مزار کا نقشہ بنایا جائے، یہ غیر شرعی مطالبہ ہوگا اور ہم اس کی حوصلہ افزائی کسی درجہ میں نہیں کرتے، لیکن مطالبہ کرنے والے ہم سے پوچھنے کب آئیں گے، وہ اپنا کام کرگذریں گے، ظاہر ہے اس سے ملک کے سیکولر نظام کو بہت نقصان کا سامنا کرنا ہوگا، اس لئے حکومت کو چاہئے کہ یوگی کے بھگوا چشمے کو اتروائے اور ملک کی سیکولر شبیہ جس قدر بھی بچی ہوئی ہے اس کی حفاظت کے لئے آگے آئے۔ یہ کام جو حکومت نے شروع کردیا ہے، پہلے ڈرائیور اپنی سطح سے کچھ پیر فقیر کی تصویریں اور مورتیاں اپنے عقیدہ کے مطابق ''سنکٹ موچن'' کے طور پر رکھا کرتے تھے، لیکن سرکاری سطح پر کسی درجہ میں اس کی حوصلہ افزائی نہیں ہوتی تھی، اب اگر اس کام کو حکومتی سطح پر کیا جانے لگے تو سیکولرزم کا مقصد ہی فوت ہوکر رہ جائے گا اور ہمارا احساس ہے کہ جو لوگ بھی حکمرانی کی آڑ میں ایسا کر رہے ہیں وہ کھلی آئین شکنی کا ارتکاب کررہے ہیں اور ملک کو ہندوتوا کی طرف لے جارہے ہیں۔

ٹرمپ ڈیل

امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ دنیا کے بہت سارے ملکوں میں ثالثی کرنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں، بلکہ وہ پیش کش کرتے رہتے ہیں، ہندوستان، پاکستان اور دفعہ ۳۷۰ پر انہوں نے ثالثی کی پیش کش کی تھی، لیکن ہندوستان نے اسے اندرونی معاملہ قرار دے کر ثالثی کی تجویز رد کردی، اسرائیل اور فلسطین قضیہ کو حل کرنے کے لئے بھی انہوں نے اپنی جانب سے ایک نقشہ کار مرتب کرلیا ہے اور اسے وہ اس صدی کے بڑے کارنامہ بلکہ صدی ڈیل کے طور پر پیش کررہے ہیں، ظاہر ہے اس ڈیل میں اسرائیل کے غیر آئینی مفاد کے تحفظ اور اس کی سلامتی کی دیرپا تجاویز کے علاوہ کیا ہوسکتا ہے، چنانچہ اسرائیل اس منصوبہ پر تالیاں بجارہا ہے، جب کہ فلسطینی اتھارٹی کے صدر محمود عباس نے امریکہ اور اسرائیل کی مشترکہ سازش قرار دے کر اسے رد کردیا ہے، انہوں نے کہا: ''میں اس ڈیل کو مسترد کرتا ہوں، ہماری آس وامید برائے فروخت نہیں ہے'' منصوبہ کے مطابق نئی ٹرمپ ڈیل کے ذریعہ اسرائیل کو مزید طاقتور اور محفوظ ریاست بنانے کے لئے مطلوبہ سیکوریٹی فراہم کرائی جائے گی اور فلسطین کو ایک چھوٹی ریاست کے طور پر تسلیم کرلیا جائے گا جو یہودی بستیوں کے درمیان محصور ہوگی، اسے مکمل خودمختاری بھی نہیں ہوگی، البتہ مشرقی یروشلم فسلطین کا دار الحکومت بن جائے گا، اس پوری ڈیل کا مطالعہ ہمیں بتاتا ہے کہ اس میں اسرائیل کی ہمہ جہت ترقی اور توسیع واستحکام کو خاص اہمیت دی گئی ہے، اور فلسطینیوں کو خوش کن دعووں کے ذریعہ بہلانے کی کوشش کی گئی ہے، اگر فلسطین نے کسی بھی مرحلہ میں اسے تسلیم کرلیا تو یہ واضح طور پر فلسطینیوں کے حق میں اوسلو معاہدہ کے تسلیم کرلینے سے زیادہ خطرناک بات ہوگی، اوسلو معاہدہ کی مخالفت اس زمانہ میں کی گئی تھی اور مخالفت کی بلند آواز فلسطینی مفاد کے بڑے داعی ایڈورڈ سعید کی طرف سے اٹھی تھی، انہوں نے اس معاہدہ کو فلسطینیوں کے ذریعہ ہتھیار ڈالنے سے تعبیر کیا تھا۔ اس ڈیل کے مضمرات فلسطینیوں کے مفاد کے اس قدر خلاف ہیں کہ عرب لیگ اور ایران کے سپریم لیڈر آیت اللہ علی خامنہ نے بھی اس منصوبہ کو یکسر مسترد کردیا ہے، کیونکہ اس کو مان لینے کا مطلب یہ ہوگا کہ فلسطینیوں کے علاقہ میں جو اسرائیل کے ذریعہ غیر قانونی بستیاں آباد کی گئی ہیں، اسے صحیح مان لیا جائے، اگر ایسا ہوتا ہے تو امریکہ اور اسرائیل فلسطینی جدوجہد کو ختم کرنے اور فلسطین کو پہلے سے زیادہ ظلم وستم کا نشانہ بنانے میں کامیاب ہوجائیں گے، اس لئے اس صدی کی سب سے بڑی سازش کو ناکام کرنے کے لئے فلسطینیوں کو عزم وحوصلہ کے ساتھ آگے بڑھنا ہوگا۔

شہریت کے ثبوت کا مسئلہ

ممبئ کی ایک عدالت نے عباس شیخ اور رابعہ خاتون شیخ کو بنگلہ دیشی درانداز ہونے کے الزام سے بری کردیا ہے، یہ فیصلہ سب ایڈیشنل چیف میٹروپولٹین مجسٹریٹ نے دیا، عدالت نے صاف کہا کہ سند پیدائش، رہائشی سند اور پاسپورٹ کو شہریت کا ثبوت مانا جاسکتا ہے، ووٹر شناختی کارڈ سے بھی یہ کام لیا جاسکتا ہے، کیونکہ ووٹر شناختی کارڈ عوامی نمائندگان کے ضابطہ کے تحت بنتا ہے اور کسی بھی رائے دہندگان کو متعینہ شخص کے سامنے فارم ۶ پر یہ حلفیہ اقرار کرنا ہوتا ہے کہ وہ ہندوستانی شہری ہے، اگر حلف نامہ غلط پایا جائے تو وہ سزا کا مستحق ہوتا ہے، جب اس کارڈ کا حامل ووٹ دے کر حکومت بنواسکتا ہے تو ووٹر کو شہری قرار دینے میں کیا قباحت ہے۔ ممبئ کی عدالت کا یہ ایک اچھا فیصلہ ہے جس کی ستائش کی جانی چاہئے، اس لئے کہ شہریت کے ثبوت کے لئے کون کاغذ حکومتی سطح پر قابل قبول ہوگا، اس میں اچھا خاصہ کنفیوژن تھا، اسی کنفیوژن کے نتیجہ میں آسام کی زبیدہ بیگم کو پندرہ دستاویزات دکھانے کے باوجود شہریت سے محروم کردیا گیا، عدالت کے فیصلے نظیر کا کام کرتے ہیں، اس لئے اس فیصلہ کے بعد بہت سارے لوگ اس پریشانی سے نکل سکیں گے جن کے پاس رہائشی سند، سند پیدائش، پاسپورٹ اور ووٹر کارڈ موجود ہے، اس فیصلہ سے زبیدہ بیگم کی بھی اپیل کے بعد پریشانی دور ہوسکتی ہے۔

یادوں کے چراغ : مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

احسان حسن خاں احسان رسول پوری

خاندان رسول پور کے گل سرسبد، مشہور شاعر، ادیب اور منتظم احسان حسن خان احسان بن محتشم الدولہ حاجی امیر حسن خان بن دیوان مولیٰ بخش بن خدا بخش بن شیخ دوست محمد دیوان محلّہ پٹنہ سیٹی میں ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۸۳ء میں پیدا ہوئے، یہ خاندان اصلا رسول فتح سمیر گنج موجودہ ضلع ویشالی کا رہنے والا تھا، والد حاجی امیر حسن خان کی رہائش پٹنہ سیٹی میں تھی، اس لئے پٹنہ سیٹی جائے پیدائش قرار پائی، اس زمانے میں کنونٹ اور اسکول وغیرہ کا چلن اس قدر عام نہیں تھا، شرفاء اور زمینداروں کے یہاں ابتدائی تعلیم کا نظم گھر پر کیا جاتا تھا اور اس کام کے لیے ماہر اساتذہ اور اتالیق رکھے جاتے تھے، ان کے معاش کے لئے جاگیریں دی جاتی تھیں اور تعلیم و تربیت کا نقش اول جو پوری زندگی کے لیے کافی ہوجاتا تھا بچے وہیں سے پاتے تھے، چنانچہ حسب استطاعت اور خاندانی رواج کے مطابق احسان حسن خان احسان کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہی اتالیق کے ذریعہ ہوئی، ۱۳۱۱ھ میں انگریزی کی تعلیم انہوں نے اپنے اتالیق سید شاہ عزیز الرحمٰن سے حاصل کی اور حساب کی تعلیم ماسٹر تفضّل حسین سے پائی، اس کے بعد پٹنہ کالجیٹ اسکول میں داخلہ دلایا گیا، سوء قسمت چند سالوں کے بعد والد کا انتقال ہوگیا، رسول پور میں بڑی زمینداری تھی اور اس نظام کو سنبھالنا اور دیکھنا بڑا کام تھا، اس بڑی ذمہ داری کو نبھانے کے لئے احسان حسن خاں احسان نے تعلیم ترک کردی، لیکن اس وقت تک انہیں اردو، فارسی اور انگریزی زبانوں پر اچھی خاصی دسترس اور مہارت ہوگئی تھی، لکھنے پڑھنے کا ذوق موروثی اور فطری تھا، فطرت نے لالہ کی حنا بندی کا کام کیا اور احسان حسن خاں اپنے شاعرانہ کلام کی وجہ سے اہل علم وادب میں مشہور ہوتے چلے گئے، پٹنہ میں عرصہ تک قیام پذیر ہونے کی وجہ سے بعض تذکرہ نگاروں نے انہیں عظیم آبادی لکھا ہے، والد کے انتقال کے بعد وراثت کے جھگڑے خاندان میں شروع ہوگئے، زمینداری رسولپور فتح موجودہ ضلع ویشالی اور گوریہار موجودہ ضلع مظفر پور میں بھی تھی، وراثت کے خاندانی جھگڑوں کی وجہ سے احسان حسن خاں پہلے پٹنہ سیٹی سے بھکنا پہاڑی پٹنہ منتقل ہوئے اور جلد ہی آبائی گاؤں رسول پور فتح منتقل ہوگئے، لیکن جھگڑوں نے دن کا سکون اور رات کی نیند حرام کر رکھا تھا، مقدمات کا تسلسل تھا اور احسان حسن خاں اس سے دامن نہیں چھڑا پا رہے تھے۔ رسولپور فتح سے قریب ہی ایک بستی چھوراہی ہے، یہاں کے زمیندار شاہ مقصود حسین زاہدی تھے جو احسان کے بہنوئی تھے، لاولد تھے، احسان کا مقدمہ بازی میں وقت گنوانا انہیں پسند نہیں تھا، لاولد ہونے کی وجہ سے گھر بھی بارونق نہیں تھا، انہیں ڈیوڑھی پر چراغ جلانے کے لیے کسی وارث کی ضرورت تھی، چنانچہ جب مقدمات نے زور پکڑا تو انہوں نے کہہ سن کر احسان اور ان کے چھوٹے بھائی داور حسن خاں داور کو اپنے یہاں بلالیا، اس طرح احسان حسن خاں احسان کو پرسکون ماحول ملا اور دماغی ٹینشن سے نجات ملی، وہ شاہ مقصود حسین زاہدی کی جاگیروں کی نگرانی کرتے اور فارغ وقت میں شعر وشاعری سے شغف رکھتے، انھوں نے چھوراہی کو کب سے وطن ثانی بنایا یقینی طور پر کہنا مشکل ہے، قرینہ اور قیاس سے مدد لیں تو یہ ۱۹۰۷ء یا ۱۹۰۸ء کا زمانہ ہوسکتا ہے، شعر وشاعری سے یک گونہ تعلق تو دوران طالب علمی ہی سے تھا، ذہنی پریشانی سے نجات ملی تو اشعار زیادہ کہنے لگے، آپ نے اس فن میں کمال اور مہارت پیدا کرنے کے لیے حکیم سید شاہ احتشام الدین حیدر مشرقی فردوسی منیری عظیم آبادی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، ان کے علاوہ اصلاح کے لیے اپنا کلام احسان شیخ عبدالواحد سیماب سلطانپوری، وحید الدین وحید رحیم آبادی، فضل حق آزاد عظیم آبادی، عاشق حسین سیماب اکبرآبادی اور تمنا عمادی پھلواروی کی خدمت میں پیش کرتے رہے اور اس فن کے رموز ونکات میں مہارت پیدا کر کے مقبول خواص وعوام ہو گئے، اور اردو، فارسی دونوں زبانوں میں اپنی شاعری کے جوہر دکھاتے رہے، غزل، نظم، رباعی، سہرا، تاریخ گوئی وغیرہ میں آپ کو کمال حاصل تھا، ڈاکٹر عبدالقادر احقر عزیزی نے آپ کی شاعری پر مقالہ لکھا اور ڈاکٹریٹ کی ڈگری پائی، جناب عطاء اللہ خاں بن اقبال علی خاں رئیس موضع منگراہی علاقہ مہوا موجودہ ضلع ویشالی نے آپ کا تفصیلی تذکرہ مرتب کیا تھا، جو احسان حسن خاں احسان کی نظر سے گزر چکا تھا اور اس کی تصحیح اور اضافے کا کام جا بجا احسان نے ہی کیا تھا، اس لئے ان کے احوال وآثار کو جاننے اور سمجھنے کے لئے یہ مستند سمجھا جاتا ہے، جگیشر پرشاد خلش نے تذکرہ شعراء صوبہ بہار صفحہ ۳۷ پر لکھا ہے کہ ”جناب احسان کو عنفوان شباب سے شعر وشاعری سے گہری دلچسپی ہے، اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں اپنے حسن کمال کا جوہر دکھاتے ہیں، آپ کے کلام میں معاملہ بندی، صفائی اور اسلوب بیان قابل داد ہے، کلام میں آورد کم اور بے ساختہ پن بلا کا ہے، زبان وبندش کا خوب لحاظ فرماتے ہیں، آپ کا قدیم قلمی دیوان ردیف وار خود ان ہی کا مرتب کردہ ہے، سرِ ورق پر دیوان احسان عظیم آبادی رسول پوری الموسوم ”صنم خانۂ الفت“ لکھ رکھا تھا، ترتیب کے بعد منتشر کلام کا ایک قلمی نسخہ قاری صغیر احمد مرحوم راجہ پوری سابق استاذ مدرسہ احمدیہ ابا بکر پور ویشالی کے پاس تھا، دونوں کو سامنے رکھ کر ایک مجموعہ ڈاکٹر عبدالقادر احقر عزیزی نے تیار کیا تھا، یہ مجموعہ مطبوعہ شکل میں موجود ہے، اسے احقر عزیزی کے صاحبزادہ ڈاکٹر غلام اشرف قادری اسسٹنٹ پروفیسر شاہجہاں پور کالج نے شائع کرادیا ہے، نمونۂ کلام

ہنستا ہی رہا بسمل مضطر تہہ خنجر
اف تک نہیں لایا وہ زباں پر تہہ خنجر
کچھ اپنی اداؤں سے بھی لے میرے لئے کام
آنے کی نہیں موت ستم گر تہہ خنجر
رہا گر کرم حضرت مشرقی کا ☆☆☆ تو احساں سا عالم میں گویا نہ ہوگا

۱۹۵۶ء میں یہ باکمال شاعر دنیا سے رخصت ہوگیا، انا للہ وانا الیہ راجعون، عبدالقادر احقر عزیزی نے تاریخ وفات کہی۔

خوش بیاں، احساں خاں، مسند نشیں ☆☆ زیں جہاں رفتہ سوئے خلد بریں
مصرع تاریخ احقر کردہ فکر ☆☆ گفت ”خورشید سخن زیب زمیں“

کتابوں کی دنیا ✍ : ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

مغربی بنگال میں اردو کا ایک اہم مرکز: مٹیا برج

اردو زبان وادب کے حوالہ سے کولکاتہ کی اپنی ایک شناخت رہی ہے، یہاں کے فورٹ ولیم کالج کی ادبی خدمات اور زبان ادب کے فروغ میں اس کی نمایاں کارکردگی کے ذکر کے بغیر اردو زبان وادب کی کوئی تاریخ مکمل نہیں ہو سکتی، داستان عجائب اور باغ وبہار جیسی کتابوں سے زبان وادب کے حوالہ سے بہت ترقی کے بعد بھی ہم اس سے مستغنی نہیں ہوسکتے۔ نواب اودھ واجد علی شاہ کے لکھنؤ سے مٹیا برج منتقل ہونے کے بعد یہ بھی مغربی بنگال میں اردو کے ایک اہم مرکز کی حیثیت سے متعارف ہوا اور اس نے جلد ہی اپنی ایک شناخت بنالی، عبدالحلیم شرر لکھنوی نے اپنی تصنیف ”گزشتہ لکھنؤ“ میں لکھا ہے کہ ”واجد علی شاہ کے دور میں مٹیا برج لکھنؤ بن گیا تھا، لکھنؤ کی کوئی ایسی چیز نہ تھی جو مکمل صورت میں مٹیا برج میں نہ ہو“ (ص ۷۰)

زیر مطالعہ کتاب اسی اہم مرکز کے ذکر اور اس کی تاریخ پر مبنی ہے، تین سو اسی صفحات پر مشتمل یہ کتاب شاہد اقبال صاحب کی تحقیق کا نتیجہ ہے، شاہد اقبال صاحب مانو ریجنل سنٹر سے معاش کے حوالہ سے وابستہ ہیں، لکھنے پڑھنے کا ستھرا ذوق ہے اور اس ذوق کو پروان چڑھانے میں اردو ادب، شاعری، تنقید اور صحافت سے وابستہ معروف ومقبول شخصیت ڈاکٹر امام اعظم صاحب کا بڑا ہاتھ ہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں کتاب سازی کے ساتھ مردم سازی اور رجال کار کی فراہمی کا فن بھی عطا فرمایا ہے، ان کی حوصلہ افزائی سے کئی لوگ شاعر، ادیب، محقق اور نقاد بن گئے، آج کے اس دور میں جب بڑے لوگ ”برگد کا پیڑ“ ثابت ہو رہے ہیں جس کے نیچے دوسرا کوئی پودا پھل پھول نہیں پاتا ہے ڈاکٹر امام اعظم دوسروں کو آگے بڑھانے میں مصروف رہتے ہیں، شاہد اقبال بھی ڈاکٹر امام اعظم کے قریب رہنے والوں میں سے ایک ہیں اور انہوں نے ان سے اچھا خاصہ کسب فیض کیا ہے، اس کتاب کو مغربی بنگال اردو اکیڈمی نے شائع کیا ہے، طباعت وکٹوریہ پرنٹرس اینڈ ایسوسی ایٹس کولکاتہ کی ہے، قیمت صرف دو سو دس روپئے ہے جو کاغذ، طباعت، پختہ جلد اور خوبصورت کور کے ساتھ گراں نہیں ہے، سرکاری طور پر چھپنے کی وجہ سے قیمت میں رعایت رکھی گئی ہے اور اردو کے غریب قارئین کی قوت خرید کو سامنے رکھ کر قیمت طے کی گئی ہے، ورنہ ان امور کا خیال نہ ہوتا تو ساڑھے تین سو قیمت مقرر کی جاسکتی تھی، اردو کے گم شدہ قارئین کو اگر یہ بات پسند آگئی تو پانچ سو کتابوں کے نکلنے میں کتنا وقت لگے گا۔ مغربی بنگال اردو اکیڈمی کی سکریٹری نزہت زینب نے ”اپنی بات“ کے تحت اس کتاب کو مغربی بنگال کے ادبی منظر نامے سے واقفیت بہم پہونچانے کی ایک کڑی قرار دیا ہے اور کتاب کے مصنف شاہد اقبال کا شکریہ ادا کیا ہے، کتاب کا انتساب بجا طور پر مٹیا برج کے بانی واجد علی شاہ اختر فرماں روائے اودھ کے نام ہے، جن کی بدولت آج مٹیا برج ایک دبستان اردو میں تبدیل ہو چکا ہے، عبدالحلیم شرر کی ایک تحریر ان کی کتاب جان عالم کے حوالہ سے مٹیا برج کے بارے میں ہے، حرف اول مختصر دو صفحے کا ہے، جس میں انہوں نے کام کی نوعیت پر روشنی ڈالی ہے اور معاونین کا شکریہ ادا کیا ہے، اور لکھا ہے کہ ”یہ ایک بڑا کام تھا جس میں یہاں کے سیکڑوں ادبا وشعراء حضرات کی ادبی خدمات کا جائزہ لینا مقصود تھا“ مصنف نے اس کتاب کو چار ابواب میں تقسیم کیا ہے، پہلا باب مٹیا برج کی مختصر ادبی تاریخ کے ذکر میں ہے، جس میں مٹیا برج کی مختصر ادبی تاریخ کے ساتھ مٹیا برج کی جغرافیائی حدود اور محل وقوع، ورود واجد علی شاہ سے قبل کا مٹیا برج، واجد علی شاہ کے بعد مٹیا برج کے اہم اردو قلم کار کا ذکر ہے، دوسرے باب میں مٹیا برج میں شعر گوئی: آغاز تا حال کے ذیل میں اس مرکز کے ذریعہ مختلف شعری اصناف، نظم، غزل، نعتیہ قصیدہ، حمد نعت، منقبت، صومیہ قصائد، ثانی کلام میں مرثیہ، سلام، نوحہ، ماتم، رباعی، مثنوی اور دیگر شعری اصناف میں ماہیہ، ثلاثی، قطعات، منظوم طنز ومزاح اور شاعری برائے اطفال کا طویل اور تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے، یہ باب ص ۴۹ سے ص ۲۱۸ تک پھیلا ہوا ہے، تیسرے باب میں مٹیا برج مرکز سے نثر نگاری اور مختلف نثری اصناف ناول، افسانہ، ڈرامہ نگاری، تھیٹر، تحقیق وتنقید، ترجمہ، صحافت اور غیر افسانوی نثر مثلاً مکتوب نگاری، انشائیہ نگاری، مقالہ نگاری، رپورتاژ نگاری نیز نثر نگاری برائے اطفال وغیرہ پر مشتمل خدمات کے حوالے سے گفتگو کی گئی ہے، یہ پہلے باب سے مختصر ہے، اور اس موضوع کی نگارشات صفحہ نمبر ۲۱۹ سے ۳۰۸ تک پھیلی ہوئی ہیں، چوتھا باب متفرقات کے تحت مختصر ترین ہے، جس میں تعلیمی، تدریسی ادارے، کتب خانے، ادبی انجمنیں، ادارے اور تنظیموں کا ذکر موجود ہے۔

اس کتاب کی تصنیف میں چالیس سے زیادہ کتابوں اور رسالوں خصوصاً دبستان مٹیا برج کی ادبی خدمات، آزادی کے بعد مغربی بنگال کا اردو ادب، کولکاتہ کے قدیم اردو مطابع، شعراء بنگالہ، نثر نگاران بنگالہ اور شاعرات بنگالہ وغیرہ سے مدد لی گئی ہے، اور تحقیق کے تقاضوں کو شاہد اقبال صاحب نے خوبصورتی سے برتا ہے، اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اقتباس سے کتاب کو بہت بوجھل نہیں بنایا ہے، آج کل تحقیق کا مطلب حوالوں کی بھرمار اور دو تہائی اقتباس نقل کرنے کو سمجھ لیا گیا ہے، اس سے قاری کے ذہن میں انتشار پیدا ہوتا ہے اور کبھی کبھی تو اقتباس اس قدر متضاد ہوتے ہیں کہ کنفیوزن پیدا ہو جاتا ہے، قلم میں شگفتگی اور شادابی نہ ہو تو تحقیقی اور تنقیدی کتابوں کی نثر کھردری اور سپاٹ ہو جاتی ہے اور مطالعہ کا سارا مزہ کرِ کرا ہو جاتا ہے اور کتاب پڑھنے کی طرف طبیعت مائل نہیں ہوتی۔

ہمیں خوشی ہے کہ شاہد اقبال صاحب کی نثر میں سلاست اور شگفتگی ہے، اور یہ کہنا حق بجانب ہے کہ اس تحقیقی کتاب کے پڑھنے سے سر میں گرانی نہیں پیدا ہوتی اور مختلف شعراء کے منتخب اشعار پڑھنے سے قلب میں ایک قسم کا گداز اور دماغ میں فرحت وانبساط کا احساس ہوتا ہے، کتاب پر ملنے کا پتہ درج نہیں ہے، لیکن آپ مغربی بنگال اردو اکیڈمی اور خود مصنف سے رابطہ کر کے منگا سکتے ہیں، کتاب اس لائق ہے کہ ہر کتب خانہ کی زینت بنے، یہ ہندوستان میں اردو زبان وادب کی ایک گم شدہ کڑی کی دریافت ہے اس کے مصنف قابل مبارکباد ہیں۔

دستور مخالف قانون اور ہماری ذمہ داریاں

مولانا محمد ناظم ندوی

شہریت ترمیمی قانون ہندوستان کے آئین اور اس کی روح کے خلاف ہے، یہ آئین کی بنیادی قدروں کے ساتھ کھلواڑ ہے، ہندوستان کے بنیادی حقوق کے آرٹیکل ۱۴ و ۱۵ کے خلاف ہے، یہ مذہبی بنیاد پر قانون سازی عالمی سطح پر ملک کی رسوائی کا باعث ہے، اسی آئین کو بچانے کے لئے ملک گیر سطح پر ہر انصاف پسند میدان میں ہے۔ اور پھر حالات کا جائزہ لینے والے اور قانون پر معمولی نظر رکھنے والے کے دل میں یہ سوال کانٹے کی طرح چبھتا ہے کہ آخر اس قانون کو لانے کی ضرورت کیا تھی؟ اس بحث پر جواب دیتے ہوئے پارلیمنٹ میں ہمارے وزیر داخلہ نے جواب دیا تھا کہ پڑوس کے ملکوں بنگلہ دیش، پاکستان اور افغانستان میں اقلیتوں پر جو ظلم ہو رہا ہے ان کے لئے شہریت دینے کا راستہ ہموار کرنے کے لئے یہ بل لایا جارہا ہے (اس میں چھ اقلیتوں ہندو، سکھ، عیسائی، پارسی، جین، بودھ کا تذکرہ کیا گیا اور مسلم کو چھوڑ دیا گیا، کیونکہ وہ وہاں چین وسکون سے ہیں اور قانونی اعتبار سے مسلم دیش میں ہیں) یہ ایسا نفسیاتی حربہ اور ایسا مغالطہ ہے جس کے ذریعہ ان اقلیتوں اور ان سے تعلق رکھنے والوں کو خوش کرنے کی کوشش کی گئی ہے، حالانکہ شہریت دینے کا اختیار پہلے سے موجود ہے، راجیہ سبھا میں حکومت ہی کے وزیر مملکت نے ان کے بیان اور ان کی دلیل کو سبوتاژ کردیا، وزیر مملکت برائے داخلہ نے ایک سوال کے جواب میں کہا: کہ ۲۰۱۶ء سے ۲۰۱۸ کے درمیان ۱۹۸۸/افراد کو شہریت دی گئی ہے، جن میں سے ۱۵۹۵/افراد کا تعلق پاکستان سے ہے، اور ۳۹۱ کا تعلق افغانستان سے ہے، اسی طرح رواں سال میں اب تک ۷۱۲ پاکستانی اور ۴۰ افغانی شہریوں کو ہندوستان کی شہریت دی جا چکی ہے۔ اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ پاکستان، افغانستان اور بنگلہ دیش کی اقلیتوں کو اس سے قبل بھی شہریت دی جاتی رہی ہے، اس لئے خواہ مخواہ اس بل کو لاکر طوفان کھڑا کرنے اور ہندوستان کو سراپا احتجاج بنانے کی کیا ضرورت تھی، اس سے یقینی طور پر پتہ چلتا ہے ع کہ ہے معشوق اس پردۂ زناری میں۔ دوسری بات جو ذہن کے نہاں خانوں میں کچوکے لگاتی ہے کہ اگر واقعی دیگر پڑوسی ممالک کے اقلیتوں سے اتنی ہی ہمدردی ہے اور حکومت اپنی وسیع القلبی کا ثبوت پیش کررہی ہے تو صرف پاکستان، افغانستان اور بنگلہ دیش کی اقلیتوں سے اتنی ہمدردی کیوں ہے، سری لنکا، نیپال، چین، برما میں اقلیتیں پریشان حال ہیں، سری لنکا میں تمل، نیپال میں مسلمان، چین میں ایغور اور برما میں روہنگیا مسلمان مظلوم ہیں، اقلیت میں ہیں، ان کی پریشان حالی پر آنسو نہ بہانے کا کیا جواز ہے، کیا یہی وجہ ہے کہ ان کی نسلی ومذہبی وثقافتی شناخت ہم سے میل نہیں کھاتی؟ یا اس کے پس پردہ کوئی اور مقصد ہے؟

پارلیامنٹ میں بحث کے دوران وزیر داخلہ نے یہ بات بڑے شد ومد، تلخ لہجے اور تیکھے تیور کے ساتھ کہی کہ ملک کی تقسیم کے وقت پاکستان میں ۲۳/فیصد ہندو تھے جو اب صرف تین فیصد رہ گئے ہیں۔ اور ان کے ساتھیوں نے الگ الگ چینلوں پر یہ بات دوہرائی کہ انہیں تبدیلی مذہب پر مجبور کیا گیا، ان کے ساتھ زیادتی کی گئی، اس لئے ان کی تعداد اتنی گھٹ گئی۔ یہ بھی ایک مغالطہ، حقیقت سے انحراف اور تاریخ سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہے، اس پر ہندی کے ہی ایک اسکالر ''ہمانشو پنڈیا'' نے ایک مضمون لکھا ہے کہ تقسیم کے وقت ۱۹۴۷ء میں مردم شماری ہوئی ہی نہیں تھی، بلکہ ۱۹۴۱ء میں جب متحدہ ہندوستان تھا اس وقت ہوئی تھی، اس وقت موجودہ پاکستان خطہ میں ۲۲/فیصد ہندو آبادی تھی، پنڈیا کے مطابق یہ آبادی ۵۹/لاکھ تھی ملک کی تقسیم کے وقت ایک اندازے کے مطابق ۵۰/لاکھ ہندو یہاں آگئے جن میں سے تقریبا ۳۹/لاکھ کا تعلق پنجاب سے تھا، ۱۹۵۱ء میں پاکستان میں جو مردم شماری ہوئی اس کے مطابق پاکستان میں اقلیتوں کا تناسب ۱۲.۳ فیصد تھا، لیکن ان کی بڑی تعداد مشرقی پاکستان (بنگلہ دیش) میں چلی گئی، اس مردم شماری کے مطابق موجودہ بنگلہ دیش میں ۲۸/فیصد ہندو تھے، جب کہ پاکستان میں ۱.۶ فیصد ہندو تھے، اس لحاظ سے دیکھیں تو آج پاکستان میں ۳/فیصد ہندو ہیں، یعنی ان کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ ایسے مغالطہ آمیز بیانات سے ہماری حکومت کیا چاہتی ہے اور وہ بھی ایسے منصب پر بیٹھ کر۔ ان سے خدشات بڑھتے ہیں اور ذہنوں میں تناؤ پیدا ہوتا ہے۔ چبھتے ہوئے سوالوں میں پارلیامنٹ میں وزیر داخلہ سے سوال کیا گیا کہ ان اقلیتوں میں مسلمانوں کو کیوں چھوڑا گیا، کیا اس سے بھید بھاؤ نہیں ہوگا، اس کا کیسا سطحی جواب دیا جو ان کی شخصیت وذہنیت کی غمازی کرتا ہے، انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کے بہت سے ممالک ہیں، اس لئے ان کے لئے کوئی مسئلہ نہیں، ہندوؤں کے لئے مسئلہ ہے، دنیا کے نقشہ پر ان کا کوئی ملک نہیں ہے، اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں، اس کے بین السطور سے ان کے دماغ کی اپج کے مطابق یہی سمجھا جاسکتا ہے کہ یہ ملک کس کا ہے۔ وہ دوسری اقلیتوں کو بھی دھوکہ میں رکھنا چاہتے ہیں، دنیا جانتی ہے کہ عیسائیوں کے تو اور زیادہ ملک ہیں، بدھسٹوں کے بھی اور دیش ہیں، لیکن ان کو ابھی اعتماد میں رکھنا چاہتے ہیں۔ اگر اس سے وہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ برادران وطن کے لئے اس ملک کے علاوہ کہیں اور جگہ نہیں، لیکن سچائی اس کے بالکل برعکس ہے، وہ پر یہ درشن کے ایک مضمون کا اقتباس ہی پڑھ لیں، انہوں نے اپنے ایک مضمون میں ذکر کیا ہے کہ اس وقت پوری دنیا میں سب سے زیادہ ہندوستانی ہیں، ایک محتاط اندازے کے مطابق پونے دو کروڑ مہاجر ہندوستانی ہیں ان میں اکثریت برادران وطن کی ہے اور ان کی تعداد خلیجی ممالک میں رہتی ہے، جو سب مسلم ممالک ہیں، وہ ایسی سطحی باتیں کہہ کر ملک کو کہاں لے جانا چاہتے ہیں، یہ الگ سوال ہے؟

مبصرین وتجزیہ نگار کہہ رہے ہیں اور لکھ رہے ہیں کہ ان تینوں ملکوں (افغانستان، پاکستان، بنگلہ دیش) میں تقریبا تین کروڑ اقلیتیں ہیں، اگر وہ آنے لگیں اور ان سب کو شہریت دی جانے لگی تو انہیں کہاں بسایا جائے گا، ان کے لئے روزگار کہاں سے مہیا کیا جائے گا، معیشت کا جنازہ نکل رہا ہے، جی ڈی پی کے اعداد وشمار ۴، ۵ فیصد کی نچلی سطح پر ہیں، ماہرین اقتصادیات اس بحران سے پریشان ہیں، ایسے حالات میں ملک اور ابتری کا شکار ہوجائے گا، آسام کی ریاست اسی بنیاد پر سراپا احتجاج بنی ہوئی ہے کہ جو این آر سی میں انیس لاکھ افراد نکلے ہیں، انہیں ہمارے سر پر نہ تھونپا جائے، انہیں دوسری ریاستوں کے حوالہ کیا جائے، اور پھر اس کی ضمانت کون لے گا کہ دشمن ملک اگر اپنے کچھ جاسوسوں کو بغیر دستاویز کے ہمارے ملک میں بھیج دے اور ہم انہیں اپنی ہمدردی کی وجہ سے شہریت دیدیں اور وہ ملک سے غداری کرنے لگیں جیسا کہ بہت سے تجزیہ نگار حضرات نے اس خدشہ کا اظہار کیا ہے، اس سے ہماری دفاعی پوزیشن پر خطرات کے بادل منڈلانے لگیں گے، ایسے بہت سے سوالات ہیں جو ذہن ودماغ میں پیدا ہوتے ہیں، اسی لئے ہندوستان کا شہری اس بل کے قانون بن جانے کے بعد سڑکوں پر اتر آیا ہے اور اپنا احتجاج درج کرا رہا ہے۔ مختلف ذہن ودماغ میں یہ سوال بھی اٹھ رہے ہیں اور قلمکار برملا اس کا اظہار بھی کررہے ہیں کہ اس قانون کے پس پشت کہیں یہ ذہنیت تو کارفرما نہیں ہے کہ فسطائی طاقتیں اور حکمراں قوم کو مسائل میں الجھا کر اقتدار پر دیر تک قبضہ جمائے رکھیں، کشمیر کی خصوصی حیثیت ختم ہوچکی ہے، بابری مسجد کا قضیہ آستھا کی بھینٹ چڑھ گیا، طلاق ثلاثہ قانون کو برداشت کرلیا گیا اور اقلیتوں کی اذیت ناکی کے مسئلے تو روز بروز ہوتے ہی رہتے ہیں، ایسا مسئلہ جو دیرپا ہو اور جو برسوں تک ذہن ودماغ پر چھایا رہے، جس سے متعصب دماغ خوش ہوتے رہیں، یہ غلط فہمی ووٹروں کے دماغ پر سائے کی طرح چھائی رہے، وہ اس خوش فہمی میں مبتلا رہیں کہ حکومت ہمارے کاز کو تقویت پہونچا رہی ہے اور اقتدار کا مسئلہ حل ہوتا رہے۔ یا یہ کہ اس وقت ہندوستان کی معاشی حالت ناگفتہ بہ ہے، کسان خودکشی کررہے ہیں، جوان بے روزگار ہیں، مالدار اور مالدار ہوتے جارہے ہیں، غریب اور غریب ہوتے جارہے ہیں، بہت سے مسائل جو ہمارے ملک کے سامنے منھ پھیلائے کھڑے ہیں، ان تمام مسائل سے عوام کی توجہ ہٹانے کے لئے فرقہ پرستی کی افیم پلائی جارہی ہے، اور مذہب کے نام پر استحصال کیا جارہا ہے۔ یا یہ کہ آر ایس ایس کا جو ایجنڈا ہے، جو جمہوریت وسیکولرزام کے خلاف ہے، جس کا نصب العین ہی ہندو راشٹر کا قیام اور منوسمرتی کا راج ہے، تیزی سے ملک اسی کی طرف بڑھ رہا ہے، اسی وجہ سے ہندوستان اور اس کے آئین سے محبت رکھنے والے ہندو، مسلم، سکھ عیسائی ودیگر قومیں جن کا مزاج سیکولر ہے وہ اپنے درد وکرب کا اظہار کررہے ہیں اور اس قانون کے خلاف ان کے ہاتھوں میں پرچم ہے۔ حالات اس وقت بہت گمبھیر ہیں، احتجاج برابر ہورہے ہیں، بردران وطن کی بھی ایک بہت بڑی تعداد جمہوری طریقہ سے اس قانون کی مخالفت کررہی ہے اور وہ چاہ رہی ہے کہ جمہوری قدروں کا یہ چراغ بجھنے نہ پائے، لیکن حکومت اپنی اکثریت اور طاقت کے بل بوتے پرانا کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہے، اور اسٹیج پر کھڑے ہوکر عوام الناس کو مغالطہ میں ڈال رہی ہے، متضاد بیانات دے رہی ہے، وزیر داخلہ کچھ کہتا ہے اور وزیر اعظم کچھ اور کہتے ہیں، زرخرید میڈیا ان کی لیپا پوتی کرتا ہے، طاقت کے ذریعہ بھی احتجاج کو کچلا جارہا ہے، ہزاروں پر مقدمات قائم ہوچکے ہیں، اور ہزاروں زخموں سے کراہ رہے ہیں۔ ان نازک حالات میں جب کہ امت مسلمہ چاروں طرف نرغے میں ہے، اس کے ہر فرد وبشر کو گرد وپیش کے ماحول کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے، اس وقت فسطائی تنظیموں اور حکمراں جماعتوں کے ذہن ودماغ پر مسلمان ہی مستولی ہیں، پورا میڈیا ان کے ساتھ ہے، انتظامیہ پر ان کی گرفت ہے، ایسے حالات میں ہماری معمولی غلطی زبردست خسارہ کا باعث بن سکتی ہے، جو مختلف خبریں آرہی ہیں، وہ چونکا دینے والی ہیں، ہم اپنے جذبات وخیالات کا ضرور اظہار کریں، اپنے احتجاج اور ملک وقوم کے نقصان دینے والے قانون کے خلاف حکومت کو آگاہ کریں، اس بات کا خاص طور پر خیال رکھیں تحریک میں کوئی ایسا نعرہ اور کوئی علامت وطریقہ کار ایسا نہ ہو جس سے یہ محسوس ہو کہ یہ صرف مسلمانوں کی لڑائی ہے، کیونکہ یہ لڑائی آئین کے تحفظ کے لئے ہے اور آئین کا تحفظ تمام ہندوستانیوں کا مشترکہ مسئلہ ہے، ہمارا احتجاج پرامن ہو، قانون کے دائرہ میں ہو اور اس بات پر سخت نظر رکھیں کہ ہماری پرامن تحریک کو کوئی آگ نہ لگائے، اپنے ملک کے آئین کے خلاف ہمارا کوئی اقدام نہ ہو جس سے ہمیں پریشانی ہو، اور ہماری تحریک سبوتاژ ہوجائے۔

دوسرے ایسے مسائل کے ذریعہ امت مسلمہ کو ذہنی انتشار میں مبتلا کرنے، مسائل میں الجھانے اور خوف وہراس کی نفسیات کا شکار کرنے کی بھی حکمت عملی اپنائی جاتی ہے۔ یاد رکھئے! امت مسلمہ کی ایک تاریخ ہے، اس کی ایک مستقل تہذیب ہے، یہ ہمیشہ نازک مرحلوں سے گذری ہے، صحراء بگولوں اور برق وباد کے طوفانوں سے اس نے ٹکر لی ہے، نور وظلمت کا تصادم سدا ہوتا ہے، اس کی کشتی بار بار ڈوبی وابھری ہے، ظلم وستم کے تازیانوں سے بھی اسے واسطہ پڑا ہے، اور جبر وتشدد کی ہولناک یلغاروں کے ساتھ بھی یہ کھیلی ہے۔ لیکن یہ امت پھر تازہ دم ہوکر میدان عمل میں آئی ہے، جاہلیت کے بولہب وبوجہل اور قہر وغضب کے شداد وفرعون اس کا راستہ نہ روک سکے، اس لئے نہ ہمیں قنوطیب کا شکار ہونا چاہئے اور نہ خوف وہراس کی پرچھائی ہمارے دامن کے قریب پھٹکے۔ پورے ادراک وشعور کے ساتھ ہم اپنی حکمت عملی ومنصوبہ بندی کے ساتھ ملک وملت کی خدمت کا فریضہ انجام دیتے رہیں۔ تیسرے اہم پہلو اپنی تعلیم پر بھی توجہ دیں، ایسی صلاحیت اپنے اندر پیدا کریں جس سے پورا ہندوستان بلکہ پوری انسانیت ہماری ضرورت محسوس کرے، تعلیم کے بغیر قوموں کی ترقی ممکن نہیں، آج اس کا احساس شدت کے ساتھ ہے کہ ہم تعلیمی میدان میں بہت پیچھے ہیں، ہمارے نوجوانوں کے پاس وہ علم ہو جو ستاروں پر کمند ڈالے، قدرت کے متناہی خزانوں کو ڈھونڈھ نکالے جس سے پوری انسانیت فائدہ اٹھائے، یہ نوجوان ملک وقوم کے لئے نافع بنیں، دانشمندی کا تقاضہ یہی ہے کہ زیور علم سے آراستہ ہوکر دین ودنیا میں سرفرازی وسربلندی حاصل کریں، پورے علوم وفنون پر محنت کے ساتھ قرآن وسنت کو بھی کنگھالیں اس میں ترقی کے سارے اسباب موجود ہیں۔

چوتھے جو سب سے زیادہ ضروری ہے اور ایک مسلمان کے لئے اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں، کہ ہم اپنا تعلق اپنے خالق ومالک سے مضبوط واستوار کریں، اس کے سامنے الحاح وتضرع کریں، اپنی پیشانی جھکائیں، اس کے رو برو گڑگڑا کر مانگیں، سارے امرا وحکام کے دل اس کے قبضہ میں ہیں، ساری چیزیں اسی کے حیطۂ اقتدار میں ہیں، وہ جب چاہے حالات کو بدل سکتا ہے وہ آن واحد میں پورے ماحول کو ہموار کردیتا ہے، پوری تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ ایک حدیث قدسی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: میں اللہ ہوں، میرے علاوہ کوئی معبود نہیں، میں سارے بادشاہوں کا بادشاہ ہوں، سب کے دل میرے قبضہ میں ہیں، اگر تم میری اطاعت کروگے میں تمہارے حکمرانوں کے دل میں رأفت ومحبت ڈال دوں گا، اگر تم میری نافرمانی کروگے تو میں ان کے دلوں میں عقوبت وسختی ڈال دونگا، جس سے وہ تمہیں سخت اذیتوں میں مبتلا کردیں گے، لہذا حکمرانوں کو برا بھلا کہنے میں خود کو مشغول نہ کرو بلکہ اپنے کو ذکر وفکر اور آہ وزاری میں مشغول رکھو، تاکہ میں تمہارے لئے کافی ہوجاؤں۔ (رواہ ابونعیم فی الحلیۃ)

یہ حدیث پوری امت مسلمہ کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے، ہم ان پریشان کن حالات میں خدا سے لو لگائیں، انشاء اللہ پریشانیوں کے بادل چھٹ جائیں گے اور امن وسکون کی نئی صبح نمودار ہوگی۔

معاشرہ کی چند برائیاں اور ان کی اصلاح کی کوشش

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی

ہمارے معاشرہ کی مختلف برائیوں میں سے چند برائیاں کافی عام ہوگئی ہیں، ہمیں مشترکہ طور پر اُن کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے:

بچوں کی دینی تعلیم وتربیت کا فقدان :

قرآن وحدیث میں علم کی اہمیت پر بار بار تاکید فرمائی گئی ہے، حتی کہ پہلی وحی کا پہلا لفظ "اقرأ" بھی اسی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ مگر عصر حاضر میں ہم نے اِن تمام آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ کا تعلق عملی طور پر دنیاوی تعلیم سے جوڑ دیا ہے، حالانکہ قرآن وحدیث میں جہاں جہاں بھی علم کا ذکر آیا ہے، وہاں وضاحت موجود ہے کہ اسی علم سے دونوں جہاں میں بلند واعلیٰ مقام ملے گا جس کے ذریعہ اللہ کا خوف پیدا ہو، جو تقدیر پر ایمان کی تعلیم دیتا ہو اور جس کے ذریعہ انسان اپنے حقیقی خالق ومالک ورازق کو پہچانے، اور ظاہر ہے کہ یہ کیفیت قرآن وحدیث اور اِن دونوں علوم سے ماخوذ علم سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ اِن دنوں ہم عصری تعلیم کو اس قدر اہمیت دے رہے ہیں کہ بچوں اور بچیوں کو بالغ ہونے کے باوجود اس لئے نماز کی ادائیگی کا اہتمام نہیں کروایا جاتا، روزہ نہیں رکھوایا جاتا اور قرآن کریم کی تلاوت نہیں کرائی جاتی کیونکہ ان کو اسکول جانا ہے، ہوم ورک کرنا ہے، پروجیکٹ تیار کرنا ہے، امتحان کی تیاری کرنی ہے وغیرہ وغیرہ، یعنی دنیاوی تعلیم کے لئے ہر طرح کی جان ومال اور وقت کی قربانی دینا آسان ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے میں دشواری محسوس ہوتی ہے۔ جس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ جو طلبہ عصری درس گاہوں سے پڑھ کر نکل رہے ہیں اُن میں سے ایک بڑی تعداد دین کے ضروری مسائل سے ناواقف ہوتی ہے۔ یقیناً ہم اپنے بچوں کو ڈاکٹر، انجینئر اور پروفیسر بنائیں لیکن سب سے قبل ان کو مسلمان بنائیں۔ لہٰذا اسلام کے بنیادی ارکان کی ضروری معلومات کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور اسلامی تاریخ سے ان کو ضرور روشناس کرائیں۔ اگر ہمارا بچہ ڈاکٹر یا انجینئر یا لیکچرار بنا لیکن شریعت اسلامیہ کے بنیادی احکام سے ناواقف ہے تو کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے ہمیں جواب دینا ہوگا۔

ٹی وی اور انٹرنیٹ کا غلط استعمال :

معاشرہ کی بے شمار برائیاں ٹی وی اور انٹرنیٹ کے غلط استعمال سے پھیل رہی ہیں، لہٰذا فحش وعریانیت وبے حیائی کے پروگرام دیکھنے سے اپنے آپ کو بھی دور رکھیں، اور اپنی اولاد وگھر والوں کی خاص نگرانی رکھیں تاکہ یہ جدید وسائل ہمارے ماتحتوں کی آخرت میں ناکامی کا سبب نہ بنیں، کیونکہ ہم سے ہمارے ماتحتوں کے متعلق بھی سوال کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے (سورہ التحریم ٦)

کرکٹ دیکھنے میں وقت ضائع کرنا:

بعض حضرات کرکٹ میچ دیکھنے، اس سے متعلق دیگر معلومات حاصل کرنے اور آئندہ کے میچوں میں جیت ہار کے اندازے، نیز اس کے متعلق بحث ومباحثہ میں اپنی زندگی کا قیمتی وقت لگاتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ سارے امور حرام ہیں اور ہمیں اپنی پسند کی ٹیم کو داد وتحسین سے نوازنے کا حق نہیں ہے۔ لیکن ہمیں غور وفکر کرنا چاہئے کہ ان امور میں وقت صرف کرنا اب تک ہماری زندگی میں کتنا نفع بخش ثابت ہوا۔ لہٰذا عقلمندی اسی میں ہے کہ کرکٹ کھیلنے یا میچ دیکھنے میں ہماری مشغولیت اللہ کے احکام مثلاً نماز کی ادائیگی سے مانع نہ بنے۔ قیامت کے دن کسی انسان کا قدم اللہ تعالیٰ کے سامنے سے ہٹ نہیں سکتا یہاں تک کہ وہ پانچ سوالات کا جواب دیدے: زندگی کہاں گزاری؟ جوانی کہاں لگائی؟ مال کہاں سے کمایا؟ یعنی حصول مال کے اسباب حلال تھے یا حرام۔ مال کہاں خرچ کیا؟ یعنی مال سے متعلق اللہ اور بندوں کے حقوق ادا کئے یا نہیں۔ علم پر کتنا عمل کیا؟ (ترمذی)

بندوں کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی:

جن کبیرہ گناہوں کا تعلق حقوق اللہ سے ہے، مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کی ادائیگی، ان میں کوتاہی کی صورت میں اللہ تعالیٰ سے سچی توبہ کرنے پر اللہ تعالیٰ معاف فرمادے گا، ان شاء اللہ۔ لیکن اگر گناہوں کا تعلق بندوں کے حقوق سے ہے مثلاً کسی شخص کا سامان چرایا یا کسی شخص کو تکلیف دی یا کسی کو گالی دی یا کسی شخص کا حق مارا تو قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کی معافی کے لئے سب سے پہلے ضروری ہے کہ جس بندے کا حق ہے، اس کا حق ادا کیا جائے یا اس سے حق معاف کروایا جائے، پھر اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ واستغفار کے لئے رجوع کیا جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: ہمارے نزدیک مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس کوئی پیسہ اور دنیا کا سامان نہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن بہت سی نماز، روزہ، زکوٰۃ (اور دوسری مقبول عبادتیں) لے کر آئے گا مگر حال یہ ہوگا کہ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا یا کسی کو مارا پیٹا ہوگا تو اس کی نیکیوں میں سے ایک حق والے کو (اس کے حق کے بقدر) نیکیاں دی جائیں گی، ایسے ہی دوسرے حق والے کو اس کی نیکیوں میں سے (اس کے حق کے بقدر) نیکیاں دی جائیں گی۔ پھر اگر دوسروں کے حقوق چکائے جانے سے پہلے اس کی ساری نیکیاں ختم ہوجائیں گی تو (ان حقوق کے بقدر) حقداروں اور مظلوموں کے گناہ (جو انہوں نے دنیا میں کئے ہوں گے) ان سے لے کر اس شخص پر ڈال دئے جائیں گے اور پھر اس شخص کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ (مسلم)

غیبت:

سب سے پہلے ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں سمجھیں کہ غیبت کیا چیز ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام سے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ غیبت کیا ہے؟ صحابۂ کرام نے جواب دیا: اللہ اور اس کے رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے بھائی کی اس چیز کا ذکر کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔ کہا گیا اگر وہ چیزیں اس میں موجود ہوں تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ چیز اس کے اندر ہو تو تم نے غیبت کی اور اگر نہ ہو تو وہ بہتان ہوگا۔ (مسلم) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ غیبت کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے لوگوں کے سامنے کسی کی برائیوں اور کوتاہیوں کا ذکر کیا جائے جسے وہ برا سمجھے اور اگر اس کی طرف ایسی باتیں منسوب کی جائیں جو اس کے اندر موجود ہی نہیں ہیں تو وہ بہتان ہے لیکن بدقسمتی سے یہ دونوں ہی برائیاں عام ہیں، اللہ ان دونوں برائیوں سے امت مسلمہ کو محفوظ فرمائے۔ آمین۔ کسی مسلمان بھائی کی کسی کے سامنے برائی بیان کرنا یعنی غیبت کرنا ایسا ہی ہے جیسے مردار بھائی کا گوشت کھانا۔ بھلا کون ایسا ہوگا جو اپنے مردار بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے غیبت سے بچنے کا حکم دیا ہے اور اس سے نفرت دلائی ہے، ارشاد باری ہے: تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟ تم کو اس سے گھن آئے گی۔ (سورۃ الحجرات :۱۲)

جھوٹ:

معاشرہ کی ایک مہلک بیماری جھوٹ بولنا ہے، جو بڑا گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جھوٹوں پر لعنت فرمائی ہے، ان کے لئے جہنم تیار کی ہے جو بدترین ٹھکانا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاحزاب آیت ۷۰۔۷۱ میں ایمان والوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سیدھی سچی بات کہا کرو۔ جھوٹ بولنے والوں کے متعلق آپ کی سخت وعید ہیں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سچائی کو لازم پکڑو کیونکہ سچ نیکی کی راہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے، اور آدمی یکساں طور پر سچ کہتا ہے اور سچائی کی کوشش میں رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کی نظر میں اس کا نام سچوں میں لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچتے رہو اس لئے کہ جھوٹ گناہ اور فجور ہے اور فجور دوزخ کی راہ بتاتا ہے، اور آدمی مسلسل جھوٹ بولتا ہے اور اسی کی جستجو میں رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک اس کا شمار جھوٹوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔ (صحیح مسلم)

بے پردگی:

پاکیزہ معاشرہ اور صاف ستھری سوسائٹی کے لئے عورتوں کو گھروں میں رکھ کر گھریلو ذمہ داریاں ان کو دی گئیں اور مردوں کو باہر کی ذمہ داریوں کا پابند کر کے مردوں اور عورتوں کے باہمی اختلاط سے حتی الامکان روکا گیا تاکہ ایک صاف ستھرا اور پاکیزہ معاشرہ وجود میں آسکے اور مسلم معاشرے کی یہ خصوصیت اب تک باقی تھی اور تقریباً پچیس سال سے مغربی تہذیب سے ہمارا معاشرہ بری طرح متاثر ہوا ہے اور افسوس وفکر کی بات ہے کہ اس کا مقابلہ کرنے کے بجائے بعض مسلم دانشور اس کوشش میں ہیں کہ بے پردگی کو جواز کا درجہ دیدیا جائے۔ اسی پس منظر میں قرآن وحدیث کی روشنی میں چند باتیں پیش خدمت ہیں:

۱) اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مردوں اور عورتوں کو مشترکہ حکم : **یحفظوا فروجھم اور یحفظن فروجھن** (**سورۃ النور ۳۰۔ ۳۱**) کے الفاظ میں دیا ہے، قرآن کریم میں بہت سے مقامات اور احادیث میں بکثرت یہ حکم وارد ہوا ہے، یہ سب کو معلوم ہے کہ شرمگاہ کی حفاظت پردہ سے ہی ہوتی ہے۔ اور عصمت دری کی ابتداء بے پردگی سے ہو کر زنا کی حد تک جا پہنچتی ہے۔ چنانچہ مشہور حدیث میں اس کی طرف اشارہ ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے آنکھ بھی زنا کرتی ہے اور آنکھ کا زنا بدنگاہی ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کردیتی ہے۔ (صحیح بخاری)

۲) اسی طرح فرمان الٰہی ہے: عورتوں کو زمین پر پیر پٹخ کر چلنے کی ممانعت اس لئے ہے کہ کہیں پازیب کی جھنکار وزینت سے کوئی گرویدہ نہ ہوجائے۔ (سورۃ النور ۳۱) اگر پازیب کی آواز کو پردہ میں رکھا گیا ہے تو کیا یہ ممکن ہے کہ ایک عورت کو زیب وزینت کے ساتھ بے پردہ گھومنے کی اجازت دی جائے۔ نہیں، ہرگز نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی عورت کو پیغام نکاح دینے کا ارادہ ہو تو اس کو دیکھ لینے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ (مسند احمد) اس حدیث میں صرف پیغام نکاح دینے والے کو غیر محرم عورت کو دیکھنے میں گناہ سے مستثنیٰ کرنے کا مطلب واضح ہے کہ غیروں کو دیکھنے اور دکھانے میں گناہ ہوگا۔

مہر کی ادائیگی نہ کرنا:

مہر عورت کا حق ہے، اس کو نکاح کے وقت متعین اور صحبت سے قبل ادا کرنا چاہئے۔ مہر میں حسب استطاعت درمیانہ روی اختیار کرنی چاہئے نہ بہت کم اور نہ بہت زیادہ۔ اللہ تعالیٰ نے اس موضوع کی اہمیت کے پیش نظر قرآن کریم میں تقریباً ۶ جگہوں پر مہر کا ذکر فرمایا ہے، لہٰذا ہمیں مہر ضرور ادا کرنا چاہئے۔ اگر ہم بڑی رقم مہر میں ادا نہیں کر سکتے اور لڑکی کے گھر والے مہر میں بڑی رقم متعین کرنے پر بضد ہیں جیسا کہ ہمارے ملکوں میں عموماً ہوتا ہے، تو ہمیں حسب استطاعت کچھ نہ کچھ مہر ضرور نقد ادا کرنی چاہئے (اور باقی مؤجل طے کرلیں) جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کی زرہ فروخت کرا کے مہر کی ادائیگی کرائی۔ آج ہم جہیز اور شادی کے اخراجات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں لیکن مہر کی ادائیگی جو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اس سے کتراتے ہیں۔ مقدار مہر کی تعیین میں بے اعتدالی نہ برتی جائے اس کی مقدار اتنی ہو کہ مرد بآسانی ادا کردے۔ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے: عورتوں کے مہر کے معاملے میں غلو نہ کرو کہ عداوت کا سبب بن جائے۔ (مسند احمد)

جہیز کی لعنت:

امت کے تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لاڈلی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کو چند چیزیں عنایت فرمائی تھیں جیسا کہ صحیح احادیث میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فاطمہؓ کا نکاح کیا تو ان کے ساتھ ایک چادر، چمڑے کا تکیہ جس کے اندر کھجور کے ریشے بھرے ہوئے تھے، دو چکیاں، ایک مشکیزہ اور دو چھوٹے گھڑے۔ (مسند احمد ونسائی) لیکن اسے سنت کہنا درست نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو بیٹیوں حضرت رقیہ اور ام کلثومؓ کو حضرت عثمانؓ کے نکاح میں دیا تھا اور ان دونوں کو کوئی چیز دینا احادیث میں وارد نہیں ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

دھواں دھواں دہلی ۔ منظر پس منظر

مولانا احمد حسین قاسمی معاون ناظم امارت شرعیہ

ملک کس سمت میں جارہا ہے، سیاسی منظر نامہ کتنا بھیانک اور ڈراؤنا ہے، نفرتوں نے عوام کے بیچ کیسی آگ لگائی ہے، جئے شری رام کے نعروں نے ملک کی راجدھانی کے امن وامان کو کس طرح برباد کردیا ہے، ہندوتوا کے زہر آمیز گرم ہواؤں نے گنگا جمنی تہذیب کے چہرے کو کس طرح جھلسا کر رکھ دیا ہے، زعفرانی اور بھگوا رنگ نے کتنے انوراگ ٹھاکر ،کپل شرما، پرویش ورما اورابھے ورما جیسے شدت پسند، دہشت گرد اور ملک کی سلامتی کو تہس نہس کردینے والے غنڈے پیدا کردیئے ہیں، وہ تمام نعرے جو ایک خاص نظریے کے حامل افراد کی جانب سے حب الوطنی اور دیش بھگتی کے لیے وضع کیے گئے تھے، آج ملک کے حق میں نفرت کا زہر گھولنے، فرقہ وارانہ فساد کی آگ لگانے اور بے قصور معصوموں کی جان لینے کا کام کررہے ہیں، اشتعال انگیز تقریروں کے ذریعہ جس طرح شمالی دہلی کی پرامن فضاء کو خوف ودہشت کے سناٹے میں تبدیل کردیا گیا ہے اور ہستی مسکراتی شمالی دہلی اور ملک کی لہلہاتی راجدھانی میں تباہی ہی تباہی اور ماتم ہی ماتم کا جو ماحول بنادیا ہے، وہ اس ملک کے مستقبل اور اس کی سالمیت کے لیے حددرجہ باعث تشویش ہے، حکومت، انتظامیہ، عدلیہ اور ملک کے امن پسند عوام کی ذمہ داریاں ایسے پرآشوب وقت میں مزید دوچند ہوجاتی ہیں، خصوصاً پولس انتظامیہ اگر ایسی حساس صورت حال میں وقت سے پہلے منصوبہ بند طریقہ پر عوام کی حفاظت کے لیے مستعد نہیں رہتی اور ہنگامی تقاضوں کے مطابق فوج بروقت متاثرہ علاقوں میں نہیں پہنچتی تو اس طرح کی غفلتیں فقط کوتاہیوں میں شمار نہیں ہوتیں بلکہ اس سے کئی طرح کے منفی سوالات پیدا ہوتے ہیں اور حکومت وانتظامیہ گھیرے میں آتی ہے، دہلی کی کرب ناک ان تصویروں سے کلیجہ منہ کو آتا ہے، ذہن ودماغ غیر معمولی طور پر متاثر ہوتا ہے، اور بے اختیار آنکھیں نم ہوجاتی ہیں اور دل آزادی کے ۷۳؍سالوں کو یاد کرکے ماضی میں ہونے والے تمام فرقہ وارانہ فسادات کے اندھیروں میں ڈوب جاتا ہے، اور زبان پر برجستہ یہ شعر گردش کرنے لگتا ہے کہ

کتنی بربادی مقدر میں تھی آبادی کے بعد
کیا بتائیں ہم پہ کیا گذری ہے آزادی کے بعد

ملک کے کل سرمائے کا ایک تہائی یا اس سے زیادہ حصہ جن حفاظتی دستوں پر خرچ کیا جاتا ہے کیا وہ فقط ملک کی سرحدوں کی حفاظت کے لیے ہی ریزور ہیں؟ یا ملک کی داخلی سلامتی کے لیے بھی ان کا استعمال ہونا چاہیے، یہ ایک اہم سوال ہے، ملک کے ایک سوتیس کروڑ سے زیادہ عوام اس طرح کے ناگہانی حالات اور آگ وخون کا خوفناک سماں دیکھ کر اپنے جان ومال ،عزت وآبرو اور معصوم نسلوں کی حفاظت کے بارے میں بہت کچھ سوچنے لگتے ہیں، حکومت اور عدلیہ کا فرض ہے کہ انہیں مطمئن رکھیں۔

آخر کیا وجہ ہے؟ پورا ملک یہ سوچ رہا ہے اور ملک وبیرون ملک کے تجزیہ نگار دہلی فسادات کا حقیقت پسندانہ تجزیہ کررہے ہیں کہ آخر کیا وجہ ہے کہ دہلی میں مہینوں سے سی اے اے، این پی آر اور این آرسی کے خلاف پرامن دھرنوں کے درمیان کہیں کوئی دنگا فساد نہیں ہوا مگر جب اس کالے قانون کی حمایت میں حکومت کے اشارے پر کچھ لوگ اترے تو دہلی جل اٹھی اور فسادات کے چوتھے دن بھی بھڑکائی آگ بجھنے کا نام نہیں لے رہی ہے، اور دنگائی اپنے ہاتھوں میں قانون لے کے دندناتے نظر آرہے ہیں، عبادت گاہوں کا تقدس پامال کرکے نفرت کے نعرے بلند کئے جارہے ہیں، عدلیہ اور قانون کی بالادستی کی بجائے فساد پسند عناصر بلند حوصلوں کے ساتھ دوسری سمت آگے بڑھتے جارہے ہیں، اور جب دہلی ہائی کورٹ کے محترم جسٹس 'ایس مرلی دھر' جیسے ملک وقانون کے عظیم محافظ دنگائیوں پر نکیل کسنے کے لیے سخت نوٹس لیتے ہیں تو ان کا آدھی رات ٹرانسفر ہوجاتا ہے، اب اندازہ لگانا مشکل ہے کہ ہمارا ملک کہاں پہ کھڑا ہے، عدلیہ کس اضطرابی کیفیت سے دوچار ہے، انتظامیہ کے سامنے کیا رکاوٹیں ہیں ملک کے افق پر کیسے خطرناک ہیبت ناک بادل منڈلارہے ہیں؟ دنیا کے ماہر اہل قلم اور عظیم تبصرہ نگاروں نے اظہار خیال کیا کہ ''کہیں دہلی کے انتخابی نتائج کا یہ ردعمل تو نہیں ہے اور شاہین باغ کی تاریخ اور انقلابی روایت کی ختم کرنے کی کوئی سوچی سمجھی سازش تو نہیں'' ایسا لگتا ہے کہ سچ مچ ملک اب تاریخ کے دوراہے پر کھڑا نظر آرہا ہے، جب تشدد میں مرنے والوں کی تعداد میں ہرروز اضافہ ہورہا ہے اور کشیدگی اب تک برقرار ہے، اور دہلی حکومت کی فریاد اضافی فوج کے لیے بے سود ثابت ہورہی ہے، تو کہنا مشکل ہے کہ امن اور خوف میں کس کی جیت اور کس کی ہار ہوگی؟ اور ملک کی عظیم روایات کا کیا ہوگا؟ ایک طرف پرامن مظاہرین پر ایک ریاست میں فوری قابو پانے کے لیے درجنوں عوام پولس کی گولیوں سے ہلاک ہوتے ہیں، دہلی کی پولیس جامعہ کی لائبریری میں پڑھتے طلبہ وطالبات پر بربریت کی لاٹھیاں برسا کر لہولہان کردیتی ہے، اور دوسری طرف جب دہلی فرقہ واریت کی آگ میں دھو دھو کر کے جل رہی ہے تو پولس کے لیے بلوائیوں پر قابو پانا مشکل نظر آرہا ہے۔ شہریت ترمیمی قانون ۲۰۱۹ء کے عنوان پر تعلیم یافتہ طبقوں نے اس کے نقصانات اور منفی پہلوؤں پر اتنا زیادہ لکھا ہے کہ دفتر کے دفتر تیار ہوگئے ہیں، مثال کے طور پر امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں اسی عنوان سے گذشتہ مہینے ایک اہم دفتر قائم کیا گیا تھا جس کے عملہ اور کارکنان نے سی اے اے ،این پی آر اور این آرسی کے موضوع پر شروع دن سے آج تک کی تمام خبروں ،اداریوں، اہم کالموں اور منتشر مضامین پر مشتمل برائے ریکارڈ کئی ضخیم رجسٹرز تیار کئے ہیں، کہ اگر کوئی شخص اس موضوع پر ریسرچ اور ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرنا چاہے تو بآسانی کرسکتا ہے، مگر افسوس کہ ملک کے محترم وزیر داخلہ کو آج تک اس قانون کے مفاسد اور نقصانات سمجھ میں نہیں آئے، شاید کہ دہلی کی یہ جلتی تصویریں ان کی بصیرت کی آنکھ کھول سکے۔ جس کلیدی اہم منصب پر وہ فائز ہیں اور ان کے کندھوں پر ملک کے جو اہم فرائض اور ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں انہیں پورے طور پر محسوس کرنا چاہئے اور انہیں ملک کے عوام کو اپنے تئیں سراپا درد کی تصویر ہونے کا ثبوت دینا چاہئے۔ واضح رہے کہ گذشتہ دومہینوں میں مختلف صحافیوں کے نوک قلم سے اس سیاہ قانون کے ذریعہ ملک میں مذہبی منافرت اور تشدد کی آگ بھڑکنے کے خدشات کا اظہار کیا گیا تھا اور پوری طاقت سے یہ بات ملک کے دانشوران دہرارہے تھے کہ اس قانون سے ملک کے سیکولر ڈھانچہ کو بے حد نقصان پہونچنے کا خطرہ ہے، اور اس سے نفرت کی خلیج مزید گہری ہوگی، ملک کی جمہوریت اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو کاری ضرب لگ سکتی ہے، تشدد پسند نظریہ کے افراد میں اور تشدد بڑھنے کا اندیشہ ہے، اور یہ سیاہ قانون ملک میں پھر ۱۹۴۷ء جیسے بھیانک فسادات کے رونما ہونے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ کسی طرح بھی یہ قانون ملک کی موافقت، اس کے زمینی حقائق اور اس کی قومی یکجہتی کے مفاد میں نہیں، کیا یہ باتیں برسر اقتدار پارٹی نہیں جان رہی تھیں کہ اس کے کیا ہولناک نتائج ممکن ہیں؟

عوام کا یہ کھلا مطالبہ ہے کہ حکومت اس زہریلے قانون کو واپس لے اور دہلی میں لگی فرقہ وارانہ آگ کو جلد سے جلد بجھائے، اور اسے کسی بھی طرح آگے نہ بڑھنے دے، تیز رفتار میڈیا کے اس دور میں جہاں پوری دنیا ایک گلوبل بستی بن کر رہ گئی ہے دہلی کی خبر سے پوری دنیا میں ملک کی شبیہ خراب ہورہی ہے، کل جس امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے زمین ہند کو دنیا کی سب سے عظیم جمہوریت کا نشان بتایا، کہیں ان اندوہناک فسادات سے ملک کو ملنے والے ایسے عظیم تمغۂ امتیاز سے محروم نہ ہونا پڑے۔ چنانچہ ملک کی جمہوریت اور اس کے آئین کی بالادستی کے لئے مرکزی حکومت کو نہایت ہی سنجیدہ ہوکر غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے اور اسے مثبت اقدام کے ذریعہ اپنے فرائض ادا کرکے ملک کے شہریوں کا دل جیتنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ امن وامان کی بحالی، جان ومال کا تحفظ یہ تمام ضروریات زندگی اور تمام وسائل حیات پر مقدم ہے، حکومت ترجیحی بنیاد پر عوامی حقوق ادا کرنا سیکھے اور سب سے پہلے انسانی زندگی کا تحفظ فراہم کرے اور ملک میں قومی یک جہتی کو یقینی بنائیے۔ ملک کے عوام کو نیو انڈیا سے پہلے گنگا جمنی تہذیب کا حامل پرانا بھارت چاہئے۔ دہلی کی سونی گلیاں بس یہی فریاد کررہی ہیں۔

دہلی تشدد: کس نے آگ بھڑکتی رہنے دی اور آخر کیوں؟

ملک کی راجدھانی دہلی میں خراب صورت حال کی سیدھی ذمہ داری دہلی پولس اور سیاسی آقاؤں، خصوصی طور سے مرکزی وزیر داخلہ امت شاہ کے تئیں اس کی پوری طرح خود سپردگی پر ہے، دہلی پولس کا ڈھانچہ موضوعِ فکر ہے، ۲۰۱۷ء میں ہی کئی باتوں کی طرف توجہ دلائی گئی تھی، اس میں کہا گیا تھا کہ دہلی پولس میں ملک کے شمال مشرقی علاقوں سے ایک ہی پولس افسر ہے۔ شمال مشرقی علاقہ سے کافی سارے طلبہ دہلی میں آکر پڑھائی کرتے ہیں، اس لیے محسوس کیا گیا تھا کہ ان کی تعداد بڑھائی جانی چاہیے۔ اسی طرح کی فکر دہلی پولس میں مسلمانوں کی تعداد کو لے کر بھی ظاہر کی گئی تھی۔ حکومت نے ۲۰۱۳ء کے بعد سے ہی بریک-اَپ جاری کرنا بند کردیا ہے۔ پھر بھی، اسی سال جاری دستیاب اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ دہلی پولس میں ۱۵۰۰؍سے بھی کم مسلمان کام کررہے ہیں، دہلی پولس میں ۸۹؍ ہزار ملازم ہیں۔ ۲۰۱۱ء کے اعداد وشمار کے مطابق دہلی میں مسلمانوں کی تعداد ساڑھے بارہ فیصد ہے۔ اگر یکساں نمائندگی ہوتی تو ۹؍ہزار سے زیادہ مسلمان دہلی پولس میں ہونے چاہیے تھے۔ لیکن یہ مسئلہ کا صرف ایک پہلو ہے۔ دیگر ریاستوں کی طرح ہی دہلی پولس بھی گہرے طریقے سے فرقہ واریت اور اب پہلے سے کہیں زیادہ سیاست کی شکار رہی ہے، دہلی میں حال کے تشدد کو لے کر آر ایس ایس سے جڑے رہے ایک بی جے پی جنرل سکریٹری (تنظیم) کے گہری سیاست والے ایک ٹوئٹ نے اندیشہ کو گہرا دیا۔ جب دہلی کے شمال مشرقی علاقے میں تشدد شروع ہوا تو انھوں نے ٹوئٹ کیا: ''کھیل تو اب شروع ہوا ہے (Game Now Begins) حالانکہ نصف گھنٹے کے اندر انھوں نے اسے ڈیلیٹ تو کردیا، لیکن اس کا اسکرین شاٹ یہاں وہاں شیئر کیا جاتا رہا اور اس نے سوال کھڑے کردیے ہیں کہ ان کا مطلب کیا تھا؟ اور کیا یہ غلطی کا اعتراف تھا؟

گزشتہ کچھ مہینوں میں جس جس طرح کے واقعات ہوئے ہیں، اس نے دہلی پولس کا کوئی وقار نہیں بڑھایا۔ دہلی ہائی کورٹ میں سالیسٹر جنرل تشار مہتا کا یہ کہنا بہت کچھ کہتا ہے کہ نفرت پھیلانے والے بیانات دینے کے لیے ایف آئی آر درج نہیں کرنے پر دہلی پولس کی کھنچائی نہیں کی جانی چاہیے، کیونکہ ایسا کرنے پر پولیس کی حوصلہ شکنی ہوگی۔ اس طرح کے بیانات حال کے دنوں میں مرکزی وزیر داخلہ امت شاہ نے سب سے زیادہ دیے ہیں۔ انھوں نے دہلی انتخابات کے دوران بھی کہا کہ ٹکڑے ٹکڑے گینگ کو سبق سکھانے کا یہی موقع ہے۔ بھلے ہی مرکزی وزارت داخلہ نے اطلاعات کے حق کے تحت پوچھے سوال کے جواب میں اس طرح کے کسی گینگ کے بارے میں معلومات ہونے سے ہی انکار کیا۔ سمجھا جاتا ہے کہ شاہ جے این یو اور جامعہ جیسی یونیورسٹیوں کے طلبہ اور اساتذہ کے بارے میں کہہ رہے تھے۔ جامعہ میں گھس کر دہلی پولس نے جو کچھ کیا، اور باہری لوگوں نے جے این یو میں گھس کر طلبہ اور اساتذہ کے ساتھ جو کیا وہ سب جانتے ہیں۔ اس سے پہلے جب دہلی میں وکیلوں نے پولس والوں کی پٹائی کی تو پولس والوں نے بغاوت کردی۔ جے این یو اور جامعہ کے واقعات میں پولس ناکام ہی نظر آئی۔ یہ سب ہونے کے باوجود شاہ نے دہلی پولس کمشنر کے عہدہ سے امولیہ پٹنا یک کو نہیں ہٹایا۔ انھیں اس طرح کا صرف نام کا کمشنر غالبًا بہتر لگتا ہو۔ تشدد کی یہ آگ کیوں لگائی گئی اور کیوں جاری رکھی گئی، اس سوال کا جواب دینا اور ڈھونڈنا تھوڑا مشکل ہے۔ بی جے پی لیڈر کپل مشرا کے اشتعال انگیز بیانات پر خوب چہ می گوئیاں ہورہی ہیں۔ وہ دہلی اسمبلی کا الیکشن بھلے ہی ہار گئے ہوں، لیکن سرخیوں میں بنے رہنا چاہتے ہیں۔ انھیں آر ایس ایس اور بی جے پی کی مکمل حمایت حاصل ہے اور دہلی پولس کے ایک ڈی سی پی کے بغل میں کھڑے ہوکر انھوں نے اس طرح کا نفرت پھیلانے والا بیان دیا۔ ان سب سے بی جے پی اور وزیر داخلہ کیا حاصل کرنے کی امید رکھتے ہیں؟ سیاسی حلقوں میں مانا جاتا ہے کہ یہ وزیر اعظم نریندر مودی کو بدنام کرنے کی منشا سے کیا گیا ہے۔ قومی سلامتی مشیر (این ایس اے) اجیت ڈووال کو ۲۵؍فروری کو قانونی نظام کنٹرول کرنے میں جس طرح لگایا گیا، اس سے اِس طرح کی بات کو قوت ملتی ہے۔ لیکن اگر اس میں سچائی ہے تو بی جے پی کو دیکھنا ہوگا کہ اس کی پارٹی میں کون لوگ ہیں جو مودی کو بدنام کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ بات تو روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ دہلی کو تشدد کی آگ میں جھونکنے کے ذمہ دار لوگوں کو بی جے پی سے ہی سپورٹ مل رہا ہے۔ (اتم سین گپتا)

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

ایران میں کورونا کے ۲۵/نئے کیسیز، نائب صدر بھی زد میں

ایران میں اب تک کورونا وائرس سے متاثر ۲۷۰/مریضوں میں سے ۲۶/کی موت ہوچکی ہے۔ایک نائب صدر بھی کورونا وائرس کی زد میں آ گئے ہیں، جس کی وجہ سے ملک میں پہلی بار نماز جمعہ کے اجتماعات کومنسوخ کرنا پڑا۔(یو این آئی)

فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے لیے گاندھی جی کے نظریات اختیار کرنے کی ضرورت : گوٹیرس

اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل انٹو نیو گوٹیرس نے دہلی فسادات ۲۰۲۰ء پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ فرقہ وارانہ ہم آہنگی بحال کرنے کے لیے بابائے قوم مہاتما گاندھی کے نظریات کو اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔مسٹر گوٹیرس کے ترجمان اسٹیفن دُجارّک نے جمعرات کو نامہ نگاروں سے کہا کہ مسٹر گوٹیرس نے دہلی میں مظاہروں کے دوران ہونے والے فسادات میں عوام کی ہلاکتوں پر افسوس کا اظہار کیا۔انہوں نے عوام سے زیادہ سے زیادہ تحمل برتنے اور تشدد سے دور رہنے کی اپیل کی ہے،اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل ہندوستان کی پوزیشن پر نظر بنائے ہوئے ہیں اور دہلی میں گذشتہ چند دنوں میں بہت سے افراد کے مارے جانے کی رپورٹ سے بہت دکھی ہیں۔انہوں نے کہا کہ اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل اپنی کی زندگی میں گاندھی جی کی تعلیمات سے بہت متاثر رہے ہیں اور موجودہ وقت میں گاندھی جی کے نظریات کی سب سے زیادہ ضرورت ہے اور یہ معاشرے میں مصالحت کا ماحول پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے۔قابل ذکر ہے کہ شمال مشرقی دہلی میں شہریت ترمیمی قانون (سی اے اے) کے سلسلے میں رونما فسادات میں کم ازکم ۳۹/افراد ہلاک ہوگئے ہیں۔(یو این آئی)

گوٹریس نے شمال-مغربی شام میں فوری طور پر جنگ بندی کی اپیل کی

اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل انٹونیو گوٹریس نے شمال مغربی شام میں بڑھتی ہوئی کشیدگی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے فوری طور پر جنگ بندی کرنے کی اپیل کی ہے۔مسٹر گوٹریس کے ترجمان سٹیفن دجارک نے کہا کہ اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل نے شمال مغربی شام میں بڑھتی ہوئی کشیدگی پر گہری تشویش ظاہر کی ہے اور فضائی حملوں میں ترکی کے کئی فوجی اہلکاروں کے مارے جانے پر افسوس کا اظہار کیا ہے۔انہوں نے کہا کہ سکریٹری جنرل نے فوراً جنگ بندی کی اپیل کی ہے اور فوجی کارروائیوں کی وجہ سے عام لوگوں کی زندگی کے لئے پیدا شدہ خطرات پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔(یو این آئی)

یو ایس سی آئی آر ایف کا دہلی تشدد پر اظہار تشویش

بین الاقوامی مذہبی آزادی سے متعلق امریکی کمیشن (یو ایس سی آئی آر ایف) نے دہلی میں جاری تشدد پر گہری تشویش ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ حکومت ہند کو اپنے تمام شہریوں کی حفاظت کے لئے جلد سے جلد کارروائی کرنی چاہئے ۔یو ایس سی آئی آر ایف کی کمشنر ارونیما بھارگو نے کہا کہ پوری دہلی میں سفاکانہ اور بے قابو تشدد جاری نہیں رہ سکتا ہے ،حکومت ہند کو اپنے تمام شہریوں کی حفاظت کو یقینی بنانے کے لئے فوری طور کارروائی کرنی چاہئے ۔(یو این آئی)

کورونا وائرس سے متاثر ملکوں سے عمرہ کے سفر پر پابندی

پوری دنیا میں کورونا وائرس کے خوف کا دائرہ بڑھتا ہی جا رہا ہے ۔سعودی عرب نے اس وائرس سے متاثر مما لک کے لوگوں کے لیے سیاحت کے بعد اب عمرہ کے سفر پر بھی عارضی طور پر پابندی لگادی ہے۔ ہر چند کہ سعودی عرب میں ابھی تک کورونا وائرس سے متاثر کوئی شخص سامنے نہیں آیا ہے، لیکن ہمسایہ مما لک میں متاثرین کے ساتھ یہ وبا در آئی ہے۔سعودی وزیر خارجہ کی جانب سے جاری کردہ بیان میں کہا گیا ہے کہ مملکت میں کورونا وائرس کے خطرے کو روکنے کے لیے رہنما اصولوں کے تحت جی سی سی (گلف کوآپریشن کاؤنسل) مما لک کے شہریوں کی مملکت میں آمد ورفت کو بھی معطل کیا جا رہا ہے ۔(یو این آئی)

نیوکلیائی تخفیفِ اسلحہ کے تعلق سے اپریل میں میٹنگ

اقوام متحدہ میں امریکہ کی قائم مقام نائب نمائندہ چیرتھ نارمن نے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے اجلاس میں کہا کہ نیوکلیائی تخفیفِ اسلحہ (سی ای این ڈی) گروپ کے لئے سازگاز ماحول بنانے کی غرض سے آئندہ میٹنگ اپریل میں ہوگی۔نارمن نے کہا کہ سی ای این ڈی ایگزیکٹو گروپ دو مرتبہ پہلے بھی میٹنگ کر چکا ہے اور ہم اپریل میں دوبارہ میٹنگ کریں گے۔گزشتہ سال جون میں ٹرمپ انتظامیہ نے سی ای این ڈی کو نیوکلیائی تخفیف اسلحہ کے لیے سازگار ماحول بنانے کے خاطر بات چیت شروع کرنے کے لئے ایک نئی پہل کا اعلان کیا تھا۔(یو این آئی)

بھارت میں مسلمانوں کا قتلِ عام ہو رہا ہے، طیب اردوغان

ترکی کے صدر رجب طیب اردوان نے بھارت میں مسلمانوں کے قتل عام کی شدید مذمت کی ہے۔غیر ملکی خبر رساں ادارے کے مطابق انقرہ میں تقریر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اس وقت بھارت وہ ملک ہے جہاں شر پسندوں اور فسادیوں کے ہاتھوں مسلمانوں کا قتلِ عام کیا جا رہا ہے۔دہلی میں پھوٹنے والے فسادات کے بعد اب تک ۳۹/ہلاکتیں ہوچکی ہیں۔ترکی کے صدر نے براہ راست ان واقعات کو زیر بحث لاتے ہوئے ان کی مذمت کی ہے۔ دریں اثنا تنظیم تعاون اسلامی (او آئی سی) نے بھی بھارتی دارالحکومت میں مسلمانوں پر حملوں اور مظالم کو قابل مذمت قرار دیا ہے۔واضح رہے کہ نئی دہلی میں مسلم کش فسادات کے بعد مودی سرکار کو ملکی اور غیر ملکی سطح پر شدید تنقید کا سامنا ہے۔(نیوز ایکسپریس)

بزنس روزگار و کیریئر

این پی آر اور این آر سی کے بعد بہار

اسمبلی میں اب ذات پر مبنی مردم شماری کی تجویز منظور

بہار اسمبلی نے ذات کی بنیاد پر مردم شماری کرانے کی تجویز اتفاق رائے سے منظور کی ہے۔این پی آر اور این آر سی کے بعد اب ذات پر مبنی مردم شماری کے لیے مرکزی حکومت پر دباؤ بنایا جا رہا ہے۔اس سے پہلے ۱۸/فروری ۲۰۱۹ء کو بھی ذات پر مبنی مردم شماری کی تجویز پاس ہوئی تھی۔ تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ اگر ذات پر مبنی مردم شماری ہوا اور اس کے اعداد وشمار جاری کیے جائیں تو ایس سی/ ایس ٹی اور او بی سی کو ملنے والا ریزرویشن پچاس فیصد سے بڑھ سکتا ہے۔واضح ہو کہ ملک میں پہلی بار ۱۹۳۱ء میں ذات کی بنیاد پر مردم شماری ہوئی تھی، اس کے بعد پھر ایسا نہیں ہوا۔ آزادی کے بعد ۱۹۵۱ء سے لے کر ۲۰۱۱ء تک کی مردم شماری میں ذات کی بنیاد پر گنتی نہیں ہوئی۔(بھاسکر نیوز)

نوٹ بندی کے دوران خوب کمائی کرنے والے ۱۵/ہزار جویلرس کو نوٹس

۸/نومبر ۲۰۱۶ء کو پورے ملک میں نوٹ بندی ہوئی تھی اور پانچ سو اور ایک ہزار کے نوٹ بند کردیے گئے تھے۔اس وقت جن لوگوں کے پاس زیادہ نوٹ تھے انہوں نے خوب زیورات خریدے، سرکار کو لگتا ہے کہ کئی جویلرس نے اسکا فائدہ اٹھایا اور کالے دھن کو سفید کرنے میں جم کر پیسے کمائے ۔سرکار اب ان جویلرس سے ٹیکس وصولنا چاہتی ہے، اس لیے ملک کے ۱۵/ہزار جولیرس کو انکم ٹیکس ڈپارٹمنٹ سے نوٹس بھیجی گئی ہے۔نوٹس کے مطابق جویلرس کو متنازعہ رقم کا بیس فیصد ابھی چکانا ہوگا۔جویلرس ایسوسی ایشن کا دعویٰ ہے کہ انکم ٹیکس ڈپارٹمنٹ جویلرس سے پچاس ہزار کروڑ روپئے کا ہرجانہ وصولنا چاہتا ہے۔ان کا کہنا ہے کہ اس طرح کی نوٹس سے انڈسٹری پر بہت ہی برا اثر پڑنے والا ہے۔ذرائع کے مطابق انکم ٹیکس کے افسران کو کئی امیر لوگوں کے ڈرائیوروں اور نوکروں پر بھی نگاہ رکھنے کو کہا گیا ہے، یہ اندیشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ نوٹ بندی کے دوران کئی امیر لوگوں نے اپنے نوکروں اور ڈرائیوروں کے ذریعہ کالے دھن کو سفید کرانے کا کام کیا ہے۔انکم ٹیکس کیے افسران نے بتایا کہ یہ نوٹس صرف جویلرس کے پاس نہیں جا رہی ہے بلکہ کئی دوسرے کاروباری بھی اس کی زد میں آئیں گے، ایسی امید کی جا رہی ہے کہ ڈیڑھ سے دو لاکھ کروڑ کی وصولی ہوسکتی ہے۔(بھاسکر نیوز)

بہار میں کاؤنسلر اور دیگر ۶۶۰ عہدوں پر ہوگی بحالی

بہار اسٹیٹ ہیلتھ سوسائٹی نے مختلف خالی عہدوں پر بحالی کے لیے نوٹیفکیشن جاری کیا ہے، ڈپارٹمنٹ سے جاری اطلاع کے مطابق کاؤنسلر، ضلع شہری ہیلتھ ایڈوائزر، آڈیومیٹرک اسسٹنٹ وغیرہ کے ۶۰۰/خالی عہدوں پر بحالی ہونی ہے۔عہدوں کے مطابق اہلیت رکھنے والے خواہشمند امیدوار آفیشیل ویب سائٹ کے ذریعہ ۱۷/مارچ ۲۰۲۰ تک درخواست دے سکتے ہیں۔ویب سائٹ ہے www.stathealthsocietybihar.org درخواست کی فیس ایس سی/ایس ٹی اور خواتین امیدواروں سے ۲۵۰/روپئے اور دیگر سے ۵۰۰/روپئے ہے، زیادہ معلومات کے لیے ویب سائٹ دیکھیں۔

آج بے روزگاری ملک کا سب سے بڑا مسئلہ ہے: پرینکا گاندھی

کانگریس جنرل سکریٹری پرینکا گاندھی نے کہا ہے کہ آج بے روزگار ملک کا سب سے بڑا مسئلہ ہے ۔گزشتہ پینتالیس سالوں میں اتنی بے روزگاری کبھی نہیں تھی۔ جو لوگ ان مسائل سے دھیان ہٹانا چاہتے ہیں وہ ملک کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔ ہر نوجوان کو روزگار چاہیے، لیکن آج نوجوانوں کی صلاحیت کا استعمال کرنے کے لیے کوئی جگہ ہی نہیں ہے۔(قومی آواز)

ایشیا کی سب سے پرانی چینی مل بغیر اجازت نہیں فروخت کر سکے گی چینی

اتر پردیش کے ضلع دیوریا میں صوبہ بہار کی سرحد پر واقع ایشیا کی سب سے پرانی چینی مل اب بغیر انتظامیہ کی اجازت کے اپنی چینی نہیں فروخت کر پائے گی۔آفیشیل ذرائع نے بتایا کہ کسانوں کے گنا بقایا جات کی ادائیگی نہ کرنے پر ضلع انتظامیہ نے پرتاپ پور چینی مل کے اسٹاک کو اپنے قبضے میں لے لیا ہے۔چینی مل انتظامیہ کی جانب سے چینی فروخت سے جو رقم موصول ہوگی اس کا تقریباً ۸۵/فیصد گنا کسانوں کے بقایا جات کی ادائیگی اور ۱۵/فیصد رقم چینی مل انتظامیہ کو دی جائے گی۔جاری پیرائی سیشن میں ابھی تک پرتاپ پور چینی مل نے تقریبا ۱۴/ہزار گنا کسانوں کے تقریبا ۲۵/لاکھ کوئنٹل سے زیادہ گنوں کی پیرائی کی ہے۔کسانوں نے ابھی تک تقریبا ۴۸/کروڑ روپئے کا گنا دیا ہے، لیکن مل انتظامیہ کی جانب سے محض ۸۶/لاکھ روپئے کی ہی ادائیگی کی گئی ہے۔(قومی آواز)

کنہیا کمار پر چلے گا غداری کا مقدمہ، کیجریوال حکومت نے دی منظوری

جواہر لال نہرو یونیورسٹی طلبہ یونین کے سابق صدر کنہیا کمار کی مشکلات میں اب اضافہ ہو جائے گا۔دہلی میں اروند کیجریوال حکومت نے اب ان کے خلاف غداری کے معاملہ میں مقدمہ چلانے کی اجازت دے دی ہے۔کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا کے امیدوار کے طور پر گزشتہ لوک سبھا انتخابات میں بہار کے بیگوسرائے سیٹ سے الیکشن لڑ چکے کنہیا کمار پر غداری کا معاملہ چلانے پر کیجریوال حکومت کی طرف سے اجازت نہیں دینے پر گزشتہ اسمبلی انتخابات میں بھی بہت ہنگامہ مچا تھا۔کنہیا کمار پر غداری کا مقدمہ چلانے کی اجازت دینے سے متعلق فائل دہلی حکومت کے محکمہ داخلہ کے پاس پڑی ہوئی تھی۔کنہیا پر ۲۰۱۶ء کے فروری مہینہ میں جے این یو کمپلکس میں لگے ہندستان مخالف نعروں اور نفرت پھیلانے کے الزام میں دہلی پولیس نے تقریباً ایک برس پہلے ہی فرد جرم داخل کردی تھی۔پولیس نے کمار پر غداری سمیت آٹھ دفعات لگائی ہیں۔(نیوز ۱۸)

قرآن اور سائنس

ڈاکٹر محامد عبد الحئی

شہد کی مکھی:

﴿وَاَوحیٰ رَبُّكَ اِلَى النَّحلِ اَن اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَOثُمَّ کُلِیْ مِن کُلِّ الثَّمَرَاتِ فَاسْلُکِیْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا یَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ﴾(سورة النحل/٦٨۔٦٩)

ترجمہ:''اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کو حکم دیا کہ پہاڑوں میں اور درختوں میں اور ان چھتوں میں گھر بنائے جو اس کے لیے بناتے ہیں۔ پھر ہر قسم کے میوں سے کھا پھر اپنے رب کی تجویز کردہ آسان راہوں پر چل، اس مکھی کے پیٹ سے مختلف رنگوں کا ایک شربت نکلتا ہے، اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے، بے شک اس میں ان لوگوں کے لیے نشانی ہے جو سوچتے ہیں۔''

سائنس دانوں نے تحقیق سے جانا ہے کہ شہد کی مکھی جب کسی نئے باغ یا پھلواری کا پتا لگاتی ہے تو واپس جا کر اپنے ساتھیوں کو اس کا مکمل پتہ بتاتی ہے تا کہ وہ بھی وہاں پہنچیں۔ اس کو شہد کی مکھی کا رقص کہا جاتا ہے۔ شہد کی مکھیوں کا رقص دراصل دوسروں کو اطلاع دینے کا ایک ذریعہ ہے۔ پھر مزدور کی مکھیاں شہد کی مکھی کی ملکہ کو اس کی خبر دیتی ہے۔ مندرجہ بالا آیت میں شہد کی مکھی کے لئے تانیث کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ (اتّخِذِی ،اسلُکِي ، کُلِی) اس سے اس جانب اشارہ کیا گیا ہے کہ جو مکھیاں اپنے قبیلے کے لئے کھانا تلاش کرتی ہیں وہ مادہ شہد کی مکھیاں ہوتی ہیں۔ قرآن یہ بھی کہتا ہے کہ شہد کی مکھیاں جن راستوں پر چل کر اپنا کام کرتی ہیں وہ ان کے رب کی ہموار کی ہوئی راہیں ہیں۔

۱۹۷۳ء میں Prof. Von Frisch, Lorenz & Tnbergen نے شہد کی مکھیوں پر مطالعہ اور تحقیق کے لئے نوبل انعام پایا تھا۔ انہوں نے اپنے ریسرچ میں یہ بیان کیا ہے کی قرآن کریم نے جو باتیں شہد کی مکھی کے تعلق سے کہی ہیں، جدید تحقیقات میں وہ حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی ہیں۔

چیونٹیوں کی زندگی اور ان کا نظام

﴿حَتّٰیٓ اِذَآ اَتَوْا عَلٰی وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰٓاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰکِنَکُمْ لَا یَحْطِمَنَّکُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ﴾(سورة النمل/۱۸)

''یہاں تک کہ جب وہ (سلیمان علیہ السلام اور ان کی فوج) چیونٹیوں کے میدان پر پہنچے، ایک چیونٹی نے کہا اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں گھس جاؤ، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہیں سلیمان اور اس کی فوجیں کچل ڈالیں، اور انہیں خبر بھی نہ ہو۔''

جدید تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ وہ کیڑے اور مکوڑے، جن کا طرز حیات انسانوں سے ملتا جلتا ہے، ان میں چیونٹیاں انسانوں سے سب سے زیادہ قریب ہیں، جدید سائنسی تحقیقات میں درج ذیل باتیں چیونٹیوں سے متعلق معلوم ہوئی ہیں: (۱) چیونٹیاں اپنے مردوں کو دفن کرتی ہیں۔ (۲) تقسیم کار کا طریقہ اختیار کرتی ہیں۔ ان کے درمیان رضا کار (Workers) نگراں (Supervisors) اور ناظم (Managers) ہوتے ہیں۔ (۳) وہ آپس میں گپ شب کرتی ہیں۔ (۴) وہ آپس میں پیغامات کی ترسیل کے جدید ذرائع اپناتی ہیں۔ (۵) وہ اشیا کے تبادلے کے لئے لگاتار بازار کی تلاش کرتی رہتی ہیں۔ (۶) سردی کے زمانے میں خوراک کا ذخیرہ کرنے کے لئے وہ گودام بناتی ہیں۔ اگر اناج برسات میں نم ہو جاتے ہیں تو انہیں نکال کر دھوپ میں سکھاتی ہیں۔

قرآن نے حیوانوں اور حشرات الارض کے طرز حیات، بات چیت، ترسیل کے ذرائع، برتاؤ، ہنرمندی اور مہارت کے متعلق ڈیڑھ ہزار سال جو باتیں بتائی ہیں، آج کی جدید سائنسی معلومات اپنی تحقیقات سے ان کی صداقت کو تسلیم کر رہی ہیں۔

مکڑی:

﴿مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِیَآءَ کَمَثَلِ الْعَنْکَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَیْتًا وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُیُوْتِ لَبَیْتُ الْعَنْکَبُوْتِ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ﴾(سورة العنكبوت/ ۴۱)

''جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسرے سرپرست بنا لئے ہیں ان کی مثال مکڑی جیسی ہے جو اپنا ایک گھر بناتی ہے اور سب گھروں سے زیادہ کمزور گھر مکڑی کا گھر ہی ہوتا ہے، کاش یہ لوگ علم رکھتے۔''

مکڑی کا جالا انتہائی نازک اور کمزور ہوتا ہے۔ قرآن نے اس کا بھی ذکر کیا ہے کہ مادہ مکڑی اکثر نر مکڑی کو مار ڈالتی ہے۔ اس مثال سے ان لوگوں کے باہمی رشتوں کی کمزوری اور ناپائیداری بھی واضح ہوتی ہے جو اللہ کے سوا اس دنیا اور آخرت کے لئے کسی اور کا سہارا ڈھونڈتے ہیں جو ان کے کسی کام نہیں آسکتے ہیں۔ مکڑی کے کمزور گھر کا ذکر یہ بتا رہا ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہے وہ مکڑی کے گھر جیسا ہے۔ **(انگریزی سے ترجمہ: محمد عادل فریدی)**

ہفتۂ رفتہ

محمد عادل فریدی

امارت شرعیہ سے تصدیق نامہ لینے والے اہل مدارس کے لیے ضروری اعلان

قائم مقام ناظم امارت شرعیہ جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے اپنے ایک پریس ریلیز میں کہا ہے کہ تمام مدارس کے اساتذہ و ذمہ داران جو مالی فراہمی کے لیے امارت شرعیہ کی طرف سے تصدیق نامہ حاصل کرنے کے خواہش مند ہوں خواہ پہلی بار تصدیق نامہ لینے آرہے ہوں یا پہلے سے تصدیق نامہ حاصل کرتے رہے ہوں، ان کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنے بلاک کے امارت شرعیہ کی جانب سے مقرر کردہ صدر اور سکریٹری سے تصدیق کرانے کے بعد اپنے علاقہ کے دار القضاء امارت شرعیہ جا کر مقامی قاضی شریعت سے سفارشی خط ضرور حاصل کر لیں، جس جگہ امارت شرعیہ کی جانب سے صدر اور سکریٹری مقرر نہیں ہیں وہاں علاقائی نقیب سے تصدیق کرائیں۔ اس کے علاوہ پہلی بار تصدیق نامہ حاصل کرنے والے اہل مدارس مدرسہ کے دو سالہ آمد و خرچ کا مصدقہ گوشوارہ یا آڈٹ رپورٹ کی فوٹو کاپی، مدرسہ جس زمین پر قائم ہے اس کا رقبہ اور زمین کی رجسٹری یا وقف نامہ کی کاپی، اگر رجسٹرڈ مدرسہ ہے تو رجسٹریشن نمبر، طلبہ و طالبات کی درجہ وار مجموعی تعداد، دار الاقامہ میں مقیم امدادی و غیر امدادی طلبہ کی تعداد، اگر امارت شرعیہ یا اکابر علماء کرام کی جانب سے معائنہ ہوا ہو تو اس تحریر کی فوٹو کاپی ضرور منسلک کریں۔ ساتھ ہی جس جگہ مدرسہ واقع ہے وہاں کے کم از کم دو معزز اشخاص کے ٹیلی فون نمبرات ضرور درج کریں، ان مذکورہ تفصیلات کے ساتھ اپنی درخواست ناظم امارت شرعیہ کے نام لکھ کر کسی نائب ناظم سے جو دفتر میں موجود ہوں اپنے کاغذات کی جانچ کرائیں پھر آگے کی کارروائی کے لیے ان کی اجازت سے انچارج دفتر نظامت کے پاس درخواست جمع کریں۔ اگر مزید تحقیق کی ضرورت محسوس کی گئی تو تحقیق کی جائے گی اس کے بعد ہی تصدیق نامہ جاری ہوگا۔ جو اہل مدارس پہلے بھی امارت شرعیہ کا تصدیق نامہ لے چکے ہیں۔ وہ تجدید کے لیے اپنا اصل پرانا تصدیق نامہ بھی جمع کریں۔ تصدیق نامہ حاصل کرنے کی آخری تاریخ ۱۰/شعبان ۱۴۴۱ھ ہے، اس کے بعد تصدیق نامہ کی غرض سے تشریف لانے کی زحمت نہ کریں۔ **(پریس ریلیز)**

دھلی میں فساد پھیلانے کی کوشش افسوسناک، طاقت اور ظلم سے حق کی آواز کو نہیں دبایا جا سکتا، پولیس کا رول شرمناک: محمد شبلی قاسمی

امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی نے شرپسندوں کے ذریعہ شمال مشرقی دہلی کے جعفر آباد، موج پور، کراول نگر وغیرہ علاقہ میں فساد پھیلانے کی کوشش کی سخت الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے اس کو افسوس ناک قرار دیا، مولانا موصوف نے کہا کہ شرپسندوں نے منظّم طریقہ پر سازش کے تحت دہلی کا ماحول خراب کیا، پولیس کا رول بھی بہت ہی شرمناک رہا، پولیس نے خاموش تماشائی کا کردار نہیں نبھایا بلکہ اس سے آگے بڑھ کر شرپسندوں کے شانہ بشانہ نہتے لوگوں کو مارنے، دکانوں، مکانوں اور عبادت گاہوں میں آگ لگانے اور پتھر مارنے میں لگی رہی، جس طرح سے فسادیوں اور دنگائیوں نے پولیس کے ساتھ مل کر حق کی آواز کو کچلنے کی کوشش کی ہے وہ انتہائی قابل مذمت ہے۔ جس طرح سے بی جے پی کی ایک ایم ایل اے امیدوار کے بھڑکاؤ بیان سے فساد بھڑکا اور تھوڑی ہی دیر میں اس نے پورے شہر کو اپنے لپیٹ میں لے لیا اور شہر کی فضا کو زہر آلود کر دیا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سوچی سمجھی پلاننگ کا نتیجہ ہے اور اس کے ذریعہ فرقہ پرست طاقتیں سی اے اے، این پی آر اور این آر سی کے خلاف اٹھنے والی آوازوں کو دبانا چاہتی ہے، لیکن ظلم اور طاقت کے ذریعہ حق کی آواز کو نہیں دبایا جا سکتا ہے۔ دہلی حکومت اور مرکزی سرکار کو چاہئے کہ جلد از جلد حالات کو کنٹرول کرے اور فساد پھیلانے والوں پر سخت کارروائی کرے، جن پولیس والوں کا رول شرپسندوں کو مدد پہونچانے کا رہا ہے ان کے خلاف بھی ایکشن لیا جائے، جن لوگوں کے بھڑکاؤ بھاشن کی وجہ سے فساد پھیلا ہے، ان کو جلد از جلد گرفتار کیا جائے۔ مولانا موصوف نے دونوں فرقوں کے سنجیدہ لوگوں سے حالات کو پرامن بنانے کی اپیل کی، انہوں نے کہا کہ ملک کی راجدھانی میں ایک زمانے سے دونوں طرف کے لوگ بہت ہی امن و سکون اور محبت سے رہتے آئے ہیں، اس لیے اس آپسی بھائی چارے اور امن کی فضا کو قائم رکھیں، اور کسی بھی صورت میں سماج میں زہر گھولنے والوں کے جھانسے میں نہ آئیں، مل جل کر حالات کو پرامن بنائیں اور کسی بھی قیمت پر شرپسندوں کے حوصلوں کو بلند نہ ہونے دیں۔ مولانا موصوف نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ جلد از جلد حالات پر کنٹرول کیا جائے، ساتھ ہی اس فساد کو ہوا دینے والے اصل مجرموں کو قرار واقعی سزا دی جائے تا کہ ان کے حوصلے پست ہوں اور وہ پھر ایسی حرکت کرنے کی ہمت نہ کر سکیں، نیز جن لوگوں کا نقصان ہوا ہے ان کو مناسب معاوضہ بھی دیا جائے تا کہ ان کے نقصان کی بھرپائی ہو سکے۔

گاؤں گاؤں پہونچ کر حکومت کے کالے قانون کے نقصانات سمجھائیں گے

ضلع سوپول کے کل جماعتی میٹنگ میں سیکولر پارٹیوں اور ملی جماعتوں کا متفقہ فیصلہ

سی اے اے، این پی آر اور این آر سی جیسے کالے قوانین کے خلاف جو تحریک پرامن طور پر چل رہی ہے، مرکزی حکومت اپنی شاطرانہ چال سے اس کو فرقہ وارانہ رنگ دینے اور ظلم کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کو دبانے کی جارحانہ کوشش کر رہی ہے، لیکن حکومت کو یاد رکھنا چاہئے کہ اب تک کا ہر طبقہ اس کی مکاری، اور اس کی خطرناک عزائم کو سمجھ چکا ہے اور ملک کی اقلیتیں اور ایس سی ایس ٹی سے تعلق رکھنے والے لوگ اس کے نقصانات کو محسوس کر چکے ہیں، اس لئے حکومت کا کوئی ظلم نہ اس آواز کو دبا سکتا ہے اور نہ اس تحریک کو کمزور کر سکتا ہے، امارت شرعیہ اور اس کے بافراست امیر شریعت مسلسل اس کالے قانون کے خلاف جاری تحریک کو پوری فکرمندی کے ساتھ کامیابی کی منزل تک پہونچانے میں لگے ہیں، آج کی یہ کل جماعتی میٹنگ اسی فکرمندی کا نتیجہ ہے، ان خیالات کا اظہار امارت شرعیہ کے نائب ناظم مفتی محمد سہراب ندوی صاحب مورخہ ۲۵/فروری کو شاہین باغ سوپول میں منعقد ضلع کی سولہ سے زائد سیکولر سیاسی پارٹیوں اور ملی جماعتوں، نیز ضلع اور بلاک کے سطح پر تنظیم امارت شرعیہ کے ذمہ داروں کی میٹنگ میں کیا۔ میٹنگ میں یہ طے پایا کہ ضلع سطح پر ایک مرکزی کمیٹی قائم ہو جس میں ہر پارٹی، جماعت اور طبقے کی نمائندگی ہو، اور سب ساتھ مل کر ہر بلاک اور گاؤں کا دورہ کر کے عوام و خواص خاص طور پر ایس سی اور ایس ٹی کے لوگوں کو حکومت کے کالے قانون کے نقصانات بتائیں گے اور اس تحریک کو گاؤں گاؤں میں مضبوطی کے ساتھ کھڑی کریں گے۔

میٹنگ میں یہ بھی طے پایا کہ ہر پارٹی کے لوگ اور اپنے ورکروں اور جماعتوں کے ساتھ دھرنے اور جلوس میں شرکت کریں گے، جب سیاسی پارٹیوں کے نمائندوں نے پوری مضبوطی کے ساتھ کہا کہ ہم کبھی اس تحریک کو ہندو مسلمان کی لڑائی سے نہیں دیکھیں گے، ہم سب اپنی متحدہ طاقت سے سماج میں امن و امان قائم رکھیں اور آخری دم تک ظلم کے خلاف ڈٹے رہیں گے۔ اس میٹنگ میں جن سیکولر پارٹیوں اور سماجی جماعتوں کے ذمہ داران و نمائندگان نے شرکت کی، کانگریس ضلع صدر ویمل پرشاد یادو، آر جے ڈی صدر وجے کمار یادو، اور سابق صدر راجندر پرساد یادو، جن ادھیکار پارٹی کے صدر نند کمار چودھری، بھیم آرمی صدر ڈاکٹر امن کمار، بہوجن کرانتی مورچہ کے صدر و پین کمار یادو، سی پی آئی سریشور بابو، جے پرکاش چودھری، سابق ایم ایل اے وغیرہ۔

خوبصورت گھر، خوبصورت معاشرہ

مفتی فضیل الرحمن ہلال عثمانی

اسلام ایک ایسا معاشرہ اور سماج بنانا چاہتا ہے جس میں آدم کا کنبہ امن وامان اور عافیت کے ساتھ خوشگوار زندگی بسر کرسکے اور جس مقصد کے لئے پروردگار عالم نے انسان کو زمین پر بھیجا ہے اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے اس کو مناسب ماحول میسر آسکے۔ ایسا سماج بنانے کے لئے ضروری ہے کہ ہر شخص اپنے اپنے حقوق وفرائض کو ٹھیک ٹھیک پہچانے اوران کو ادا کرنے کی کوشش کرتا رہے۔

انسانی معاشرہ مرد وعورت کے تعلق سے شروع ہوتا ہے، یہ وہ اکائی ہے جس سے ہمارا سماج تشکیل پاتا ہے، اس لئے اسلام نے مرد وعورت کے تعلقات میں بڑا توازن اور اعتدال رکھا ہے اور کیونکہ حقوق وفرائض کا یہ نظام خود اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا ہے، اس لئے اس میں عدل وانصاف کے تمام تقاضوں کا لحاظ رکھا گیا ہے، ظاہر ہے کہ یہ کسی انسان کے بس کی بات نہیں ہے کہ وہ مرد وعورت دونوں کی فطرت، ان کی بناوٹ، ان کے مزاج ورجحان ہر ہر چیز کا خیال رکھ سکے، انسانوں کو پیدا کرنے والا ہی ان تمام چیزوں کا بیک وقت لحاظ رکھ سکتا ہے۔

بحیثیت شوہر مرد کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ شادی کے بعد اپنی اہلیہ کے ساتھ حسن سلوک کرے، اس کے جذبات کا لحاظ رکھے، اس کو اپنا رفیق سمجھتے ہوئے اس کے ساتھ زندگی کا سفر طے کرے۔ اہل وعیال کے مصارف اپنی حیثیت کے مطابق پورے کرے اور ایک ایسا گھر بنانے کی کوشش کرے جس میں رہنے والوں کے اخلاق بہتر سے بہتر ہوں، مرد کو پروردگار نے قوام بنایا ہے، اس کی ذمہ داریاں نہایت اہم ہیں اور نازک بھی۔

دوسری طرف عورت ہے جو اپنے مزاج اور طبیعت کے لحاظ سے نزاکت اور لچک رکھتی ہے، قدرت کو اس سے ایک بڑا کام لینا ہے وہ ہے اولاد کی تربیت اور اپنے گھر کا ایسا انتظام جو اس کی خوش سلیقگی کی منہ بولتی تصویر ہو، وہ مرد کی طاقت بھی ہے اور گھر کا حسن وجمال بھی، آخر اس کے وجود سے ہی تصویر کائنات میں یہ رنگ نظر آتے ہیں۔ مرد وعورت کے تعلقات میں ہم آہنگی اور خوش گواری کے لئے اسلام نے بڑی اہم ہدایت یہ دی ہے کہ ازدواجی رشتہ طے کرتے وقت دونوں کی دینداری اور رہن سہن میں یکسانیت کا لحاظ رکھا جائے جس کو اسلام ''کفو'' کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے۔

دوسری ہدایت اسلام یہ دیتا ہے کہ ازدواجی رشتہ قائم ہونے کے بعد زوجین ایک دوسرے کی خوبیوں کو زیادہ دیکھیں اور کمزوریوں کو نظرانداز کریں، یہ وہ اہم ہدایت ہے جو نہ صرف ازدواجی زندگی میں بلکہ زندگی کے ہر میدان میں اہمیت رکھتی ہے، جس کو ''ایڈجسمنٹ'' کہا جاتا ہے، ایسا کبھی نہیں ہوتا اور نہ ایسا ممکن ہے (کیونکہ پروردگار عالم کی بنائی ہوئی یہ دنیا مختلف رنگ رکھتی ہے) کہ ہر انسان کو وہ چیز جو وہ چاہتا ہے مکمل حالت میں مل جائے۔ اس کو بہرحال کچھ چیزوں کو لینا اور کچھ چیزوں کو چھوڑنا پڑتا ہے، بس یہی معاملہ میاں بیوی کے تعلقات کا ہے، کچھ باتیں اچھی لگتی ہیں کچھ ناپسند ہوتی ہیں۔ کوشش کی جاتی ہے کہ اچھائیوں کو لیا جائے کمزوریوں کو نظرانداز کیا جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ شادی کے رشتے میں سب سے بڑی قربانی عورت کی ہے، وہ اپنے ماں باپ، بھائی بہن اور اپنے اس گھر کو چھوڑ کر مرد کی ''خانہ آبادی'' کا سامان بنتی ہے جہاں وہ پیدا ہوئی، پلی بڑھی، ماں باپ کی شفقت اور بھائی بہنوں کی محبت کے سائے میں پروان چڑھی۔

یہ بات بالکل فطرت کے تقاضے کے مطابق ہے کہ مرد وعورت ایک دوسرے کے ساتھی ہونے کے باوجود ان کا دائرہ کار ایک دوسرے سے الگ ہے۔ مرد کا دائرہ کار باہر کی زندگی ہے، کمانا، محنت کرنا، جدوجہد اس کے جسم کی اور فطرت کی بناوٹ کے عین مطابق ہے۔

عورت کا دائرہ کار ''بنیادی طور پر'' اس کا گھر ہے، چراغ خانہ اپنے ہنر اور سلیقے سے گھر کو ایسا روشن کرے جو دونوں کے لئے نہ صرف ایک گھر بلکہ خوشگوار اور پرمسرت زندگی کی جنت بن جائے۔ فرصت کے اوقات میں وہ پاکیزہ ماحول میں سوشل اور سماجی کام بھی کرسکتی ہے جس میں اس کی ''نسوانیت'' کو ٹھیس نہ لگے۔

ایسے خوبصورت گھروں سے مل کر ایسا سماج جس میں مسرتیں ہوں، خوش گواریاں ہوں، امن وامان ہو، عافیت ہو، خودغرضی کے بجائے ہمدردی محبت اور ایثار ہو ایک خواب نہیں حقیقت بن سکتا ہے، اگر اسلام کے اصولوں اور اس کی ہدایتوں کو سامنے رکھا جائے تو ہمارا گھر امن وسکون کا گہوارہ ہوگا۔

بقیات

صفحہ اول کا بقیہ …………

دوسری بات یہ ہے کہ دنیا کی بڑی بڑی ایجنسیوں اور رہنماؤں نے اس کے خلاف اپنی بات کہی، ابھی کل پرسوں جو بات وہائٹ ہاؤس سے چلی ہے وہ چونکانے والی ضرور ہے، مگر یہ حقیقت ہے کہ وہائٹ ہاؤس میں ہر چیز بلیک نہیں کچھ وہائٹ بھی ہے، یہ اس بات کی علامت ہے۔

حضرت امیر شریعت مدظلہ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ سی اے اے، این پی آر اور این آر سی کے خلاف چھیڑی گئی یہ عوامی تحریک آزادی کے بعد سے اب تک کی سب سے بڑی عوامی تحریک ہے۔ اس تحریک کا جئے پرکاش نارائن کی تحریک سے موازنہ کرنے پر آپ نے کہا کہ جے پی کی تحریک سے زیادہ بڑی تحریک ہے، لیکن دونوں تحریکوں میں فرق یہ ہے کہ جے پی کی تحریک جئے پرکاش نارائن نے شروع کی تھی، جو کہ عوام کے درمیان ایک مقبول لیڈر تھے اور ایک بڑا نام تھے، وہ انقلابی شخص تھے، ۱۹۴۲ء کی بھارت چھوڑو آندولن میں شریک رہ چکے تھے، ان کی پہچان پورے ملک کے اندر تھی، اس لیے اس تحریک سے وہ ابھر کر آئے اور عوامی چہرہ بن گئے، مگر اس تحریک کو کسی مقبول عام لیڈر نے شروع نہیں کیا بلکہ عام پبلک نے شروع کیا ہے، طلبہ نے شروع کیا ہے، اس لیے کسی ایک خاص چہرے کو تلاش کرنا حماقت ہے۔ آج جو تحریک چل رہی ہے وہ سب نے مل کر چلائی ہے، جس کو جس طرح سمجھ میں آیا اپنے اپنے انداز سے کھڑا ہوگیا، کوئی انشن پر چلا گیا، کسی نے بھوک ہڑتال کی، کسی نے جلوس نکالا، تو کوئی دھرنا کرنے لگا۔ ڈیموکریسی میں ہر ایک کو اپنی بات رکھنے کا حق ہے، چنانچہ ہر شخص اپنے اپنے انداز میں اپنی بات رکھ رہا ہے۔ لیکن یہ بھی سچائی ہے کہ جس طرح اس تحریک کو حکومتی سطح پر کچلنے کی کوشش کی جارہی ہے اور جمہوریت میں دیے گئے حق کو دبایا جارہا ہے، وہ جے پی تحریک کے دوران دکھائی نہیں دیا تھا۔ ڈیموکریسی کے اندر یہ بھی دیکھا گیا کہ کوئی چیف منسٹر اپنی حیثیت بھول کر احتجاج کرنے والے لوگوں کو گالی بکنے لگا، جے پی آندولن میں کبھی اس طرح لاٹھی اور گولی نہیں چلی تھی، جس طرح پولیس نے یوپی اور دہلی میں مظاہرین پر لاٹھیاں اور گولیاں چلائی ہیں۔ شرپسندوں کو مظاہرین کے خلاف اکسایا گیا اور بھڑکاؤ بیانات دے دے کر ان کو مظاہرین پر حملہ کرنے کے لیے اکسایا گیا، کتنے نہتے اور بے قصور لوگ جو اپنے حق کے لیے پرامن طریقہ پر آواز بلند کررہے تھے مارے گئے اور زخمی ہوئے، کتنوں کی املاک ضائع ہوئیں، دکانوں اور مکانوں کو آگ کے حوالے کردیا گیا۔ پھلواری میں بھی مظاہرین پر گولی چلی ایک نوجوان بے دردی کے ساتھ شہید کردیا گیا، کئی زخمی ہوئے، ابھی تک ایک نوجوان ایمس میں زندگی اور موت کے درمیان ہے۔ دہلی اور یوپی میں کتنے نوجوانوں نے جام شہادت نوش کیا، ان کا قصور کیا تھا سوائے اس کے کہ وہ جمہوریت اور آئین میں دیے گئے اپنے حق کی آواز بلند کرنے کے اختیار کو استعمال کررہے تھے، لیکن زبردستی ان کی آواز کو دبایا گیا اور ان کے حق کو سلب کیا گیا، یہ سب یاد رکھا جائے گا۔

اس لیے میں کہتا ہوں کہ جے پی آندولن کا اس تحریک سے موازنہ نہیں کیا جاسکتا، یہ جے پی تحریک سے بھی بڑی تحریک ہے، دونوں میں بڑا فرق ہے۔ یہ ملک کی سالمیت اور اس کی گنگا جمنی تہذیب کی بقا اور آئین کے تحفظ کا مسئلہ ہے، یہ کسی کو لیڈر بنانے کے لیے نہیں ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اس میں بہت سے لوگ خود کو لیڈر بنانے کے لیے کھڑے ہوئے ہیں، پبلک کو بھی سمجھنا ہوگا کہ کون آرٹی فیشیل لیڈر کھڑا ہو رہا ہے اور کون سچا رہنما ہے۔

بقیہ معاشرہ کی چند برائیاں اوران کی اصلاح کی کوشش …………

اگر جہیز دینا سنت ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تمام بیٹیوں کو بلاتفریق جہیز سے نوازتے۔ حضرت علیؓ کے نکاح کے وقت نہ حضرت علیؓ کا اپنا کوئی ذاتی گھر تھا اور نہ ہی کوئی ساز وسامان۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کی خبر حضرت حارث بن نعمانؓ نے سنی تو بخوشی اپنی سعادت سمجھتے ہوئے اپنا ایک گھر حضرت علیؓ کو رہنے کے لئے پیش کردیا۔ حضرت علیؓ نے اپنی زرہ حضرت عثمانؓ کو ۴۸۰ درہم میں فروخت کردی اور جاتے وقت حضرت عثمانؓ نے وہ زرہ حضرت علیؓ کو تحفہ میں دے دی۔ اسی زرہ کے پیسے سے حضرت فاطمہؓ کے گھر کا سامان خریدا اور حضرت عائشہ اور ام سلمہؓ کو حکم دیا کہ حضرت علی اور فاطمہؓ کے ساتھ ان کے گھر تک جاؤ۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ سارا سامان حضرت علیؓ کے پیسے سے خریدا گیا تھا نہ کہ آپؐ نے حضرت فاطمہ کو جہیز میں دیا تھا۔ اس واقعہ کو جہیز لینے اور دینے کے لئے کسی طرح حجت نہیں بنایا جاسکتا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ مہر کے علاوہ فریقین میں سے کسی طرف سے کوئی مال یا جائداد مطالبہ کرکے لینا جائز نہیں ہے۔ مگر لوگ اپنی بیٹی یا داماد اور اس کے گھر والوں کو بغیر کسی مطالبہ کے اپنی استطاعت کے مطابق جو سامان دیں تو اس کی گنجائش ضرور ہے لیکن اس میں بھی حتی الامکان کمی کرنی چاہئے تاکہ غریبوں کی بچیوں کی شادی آسان ہوسکے اور جہیز کی کثرت کی وجہ سے جو نقصانات سامنے آرہے ہیں ان پر کسی حد تک کنٹرول کیا جاسکے۔

رشوت:

رشوت اپنے جائز یا ناجائز مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے اہل منصب کو روپئے یا کوئی دوسری چیز پیش کرنا۔ موجودہ دور میں اس لین دین کو ہدیہ یا نذرانہ کا خوبصورت نام دیا جاتا ہے لیکن درحقیقت یہ رشوت ہے۔ رشوت کی مذمت اور اس کے لینے اور دینے والوں پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی سخت وعیدیں کی ہیں، چنانچہ فرمان رسول ہے: رشوت لینے اور دینے والے پر اللہ کی لعنت برستی ہے۔ (ابن ماجہ) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رشوت لینے اور دینے والا دونوں ہی دوزخ میں جائیں گے۔ (طبرانی) اسلام کی نظر میں جس طرح رشوت لینے اور دینے والا ملعون اور دوزخی ہے اسی طرح اس معاملہ کی دلالی کرنے والا بھی حدیث رسول کی روشنی میں ملعون ہے۔ صحابی رسول حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت لینے اور دینے والے اور رشوت کی دلالی کرنے والے سب پر لعنت فرمائی ہے۔ (مسند احمد وطبرانی)

رشوت دینے کی گنجائش کب ہوسکتی ہے؟ ایک شخص کا حق ہے کہ جو اسے ملنا چاہیے، رشوت دیے بغیر نہیں ملے گا، یا اتنی دیر سے ملے گا جس میں اسے غیر معمولی مشقت برداشت کرنی پڑے گی۔ اسی طرح اس کے اوپر کسی فرد کی طرف سے ظالمانہ مطالبات عائد ہوگئے ہیں اور رشوت دیے بغیر ان سے خلاصی مشکل ہے تو امید ہے کہ رشوت دینے والا شخص گناہ گار نہ ہوگا، البتہ دیانت شرط ہے جس کی ذمہ داری خود اس پر ہوگی۔

سود یعنی انسانوں کو ہلاک کرنے والا گناہ:

سب سے پہلے سمجھیں کہ سود کیا ہے؟ وزن کی جانے والی یا کسی پیمانے سے ناپی جانے والی ایک جنس کی چیزیں اور روپئے وغیرہ میں دو آدمیوں کا اس طرح معاملہ کرنا کہ ایک کو عوض کچھ زائد دینا پڑتا ہو "ربا" اور "سود" کہلاتا ہے۔ جس وقت قرآن کریم نے سود کو حرام قرار دیا اس وقت عربوں میں سود کا لین دین متعارف اور مشہور تھا، اور اُس وقت سود اُسے کہا جاتا تھا کہ کسی شخص کو زیادہ رقم کے مطالبہ کے ساتھ قرض دیا جائے خواہ لینے والا اپنے ذاتی اخراجات کے لئے قرض لے رہا ہو یا پھر تجارت کی غرض سے، نیز وہ صرف ایک مرتبہ کا سود ہو یا سود پر سود۔ مثلاً زید نے بکر کو ایک ماہ کے لئے ۱۰۰ روپئے بطور قرض اس شرط پر دئے کہ وہ ۱۱۰ روپئے واپس کرے، تو یہ سود ہے۔ بینک میں جمع شدہ رقم پر پہلے سے متعین شرح پر بینک جو اضافی رقم دیتا ہے وہ بھی سود ہے۔ سود کی حرمت قرآن وحدیث سے واضح طور پر ثابت ہے، جس کے حرام ہونے پر پوری امت مسلمہ متفق ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام مذکورہ برائیوں سے محفوظ رہ کر دنیاوی فانی زندگی گزارنے والا بنائے، آمین۔

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

ظالموں کا ظلم کالے قانون کے خلاف جاری تحریک کو کمزور نہیں کرسکتا

سہرسہ میں منعقد کل جماعتی میٹنگ میں شرکاء کا اظہار خیال

مرکزی حکومت کے ظالمانہ قوانین کے خلاف جو تحریک پورے ملک میں چل رہی ہے، حکومت اس تحریک کی آواز کو سننے کے بجائے اس آواز کو دبانے کے لئے اب ظالمانہ اور جارحانہ رویہ اختیار کرتی نظر آرہی ہے، لیکن حکومت کو سمجھنا چاہیئے کہ اس کا ظلم اور اس کی جارحیت اس آواز کو اب کمزور نہیں کرسکتی، ہم سب مل کر ظالم کو اس کے ظلم کا مزہ چکھائیں گے اور آخری دم تک ظلم کے خلاف کھڑے رہیں گے۔ان خیالات کا اظہار ۲۶؍فروری ۲۰۲۰ء کو سہرسہ کے امین ہال میں منعقد ایک اہم میٹنگ میں شریک لوگوں نے کیا، میٹنگ کا انعقاد امارت شرعیہ کی دعوت پر ہوا، میٹنگ کی صدارت نائب ناظم امارت شرعیہ مفتی محمد سہراب ندوی نے کی، میٹنگ میں سیکولر سیاسی جماعتوں کے ذمہ داران، ملی جماعتوں کے نمائندگان اور تنظیم امارت شرعیہ کے ضلعی کمیٹی و بلاک کمیٹیوں کے صدر و سکریٹریز کے علاوہ علماء، ائمہ، دانشوران اور سماجی کارکنان نے شرکت کی۔میٹنگ کے آغاز میں صدر مجلس نے کہا کہ یہ میٹنگ حضرت امیر شریعت مدظلہ کی ہدایت پر منعقد ہورہی ہے، اور یہ امارت شرعیہ کی کالے قوانین کے خلاف جاری جدوجہد کا ایک حصہ ہے، جس کا مقصد ملک اور آئین کی حفاظت کا جذبہ رکھنے والی پارٹیوں، جماعتوں اور بھائیوں کے ساتھ اس تحریک کو مضبوط بنانا ہے، اور علاقہ کا دورہ کرکے غریبوں، دلتوں اور کمزور طبقہ کو جگانا ہے، میٹنگ میں اظہار خیال کرتے ہوئے سی پی آئی ایم کے ضلع صدر اندھیر یادو نے کہا کہ ہم لوگ مضبوطی سے یہ لڑائی لڑ رہے ہیں، جہاں ہماری یا ہمارے ورکروں کی ضرورت ہو ہم حاضر ہونے کے لئے تیار ہیں، اس لڑائی کو ہم لوگ اپنی لڑائی سمجھ رہے ہیں، کانگریس ضلع صدر جناب ودیانند جی نے یقین دلایا کہ پارٹی قیادت کے حکم کا انتظار نہیں کریں گے بلکہ ہر قدم اس قانون کے خلاف کھڑے ہیں اور آئندہ بھی کھڑے رہیں گے۔راجد نگر کمیٹی کے صدر جناب کوشل صاحب نے کہا کہ ایک کمیٹی بنائی جائے اور سب مل کر اس تحریک کو گاؤں گاؤں تک پہونچائیں۔راجد کے ضلع صدر پروفیسر طاہر صاحب نے بھی اپنی پارٹی کی طرف سے جاری کوششوں کا ذکر کیا، ان حضرات کے علاوہ بھاکپا مالے، جن ادھیکار پارٹی وغیرہ کے نمائندوں نے بھی اپنی رائے پیش کی۔جناب ڈاکٹر ابوالکلام صاحب تنظیم امارت شرعیہ کے ضلع سکریٹری ڈاکٹر طارق صاحب، پرمکھ شمیم اختر صاحب، مکھیا نجم الہدی صاحب، امام الحق صاحب، حافظ مستقیم صاحب، پروفیسر فیروز صاحب، شاہ نواز بدر صاحب وغیرہ نے اظہار خیال کیا اور طے پایا کہ ایک مضبوط رابطہ کمیٹی تمام پارٹیوں اور سماجی کارکنوں کی بنائی جائے، اور ترتیب وار پورے ضلع کا دورہ کیا جائے، تمام دھرنوں میں شریک ہوں، اور پوری ذمہ داری کے ساتھ اس لڑائی کو لڑا جائے، میٹنگ میں شریک لوگوں نے امارت شرعیہ کے امیر شریعت کا شکریہ ادا کیا، اور کہا کہ امارت شرعیہ پوری ذمہ داری سے تحریک کو کامیاب بنا رہا ہے۔

بہار میں این آر سی نافذ نہ کرنے اور نئے این پی آر کو قبول نہ کرنے کی تجویز قابل ستائش :امارت شرعیہ

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی قاسمی صاحب نے بہار اسمبلی میں این پی آر کے نئے فارمیٹ کو قبول نہ کرنے اور اضافی سوالوں کو ختم کرکے ۲۰۱۰ء کے طرز پر این پی آر کرنے نیز بہار میں این آر سی لاگو نہ کرنے کی تجویز پاس ہونے پر وزیر اعلیٰ بہار کے ساتھ اپوزیشن لیڈروں کی بھی ستائش کی ہے اور اس کو ضروری اور مناسب اقدام قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ اسی طرح سی اے اے کے خلاف بھی تجویز منظور کی جائے اور مرکزی حکومت کو خط لکھ کر اس قانون کو واپس لینے کا مطالبہ کیا جائے۔اور بہار حکومت پرانا گزٹ نوٹی فکیشن رد کرکے نیا اور واضح نوٹی فکیشن جاری کرے کہ بہار میں این پی آر ۲۰۱۰ء کے طرز پر ہوگا اور اس میں ایسا کوئی سوال نہیں ہوگا جس کے لیے کسی سرٹیفکٹ کی ضرورت پڑتی ہو، اسی طرح لوکل رجسٹرار کو ڈاؤٹ فل ووٹر قرار دینے کا اختیار بھی نہ دیا جائے۔مولانا موصوف نے ملک گیر سطح پر سی اے اے، این پی آر اور این آر سی کے خلاف مظاہرہ کرنے والی عوام کو مبارک باد دیتے ہوئے کہا کہ مسلسل احتجاج اور مظاہرہ کی آواز اب ریاستوں کی حکومتیں محسوس کرنے لگی ہیں اور بی جے پی کو چھوڑ کر دوسری پارٹیوں نے ان قوانین کے نقصانات کو سمجھنا شروع کردیا ہے، یہ مظاہرین کی کامیابی کی شروعات ہے۔ہمیں امید ہے کہ ایک قدم پیچھے نہ ہٹنے کا دعویٰ کرنے والی حکومت کے قدم بھی پیچھے ہٹیں گے، بس آپ اپنی آواز کو کمزور نہ ہونے دیجئے اور تحریک کو جاری رکھئے، پہلے کے مقابلہ زیادہ مستحکم اور منظّم بنایئے اور اس میں تمام طبقات کے لوگوں کو شامل رکھئے۔مولانا موصوف نے دیگر ریاستوں کی حکومتوں سے بھی مطالبہ کیا ہے کہ وہ بہار، کیرل اور پنجاب کی طرح اپنی ریاست میں این پی آر اور این آر سی کے خلاف تجویز پاس کریں۔مولانا نے یہ بھی کہا کہ ابھی ہماری لڑائی ختم نہیں ہوئی ہے، یہ لڑائی اس وقت تک جاری رہے گی جب تک کہ پورے ملک سے سی اے اے، این پی آر اور این آر سی کا مکمل خاتمہ نہیں ہو جاتا۔مولانا نے جھارکھنڈ حکومت سے بھی اس کے خلاف تجویز منظور کرکے ریاست میں اس کے بائیکاٹ کے اعلان کا مطالبہ کیا۔

شاہین باغ دلت آبادیوں میں بھی قائم کیا جائے:مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

قوم وملت کی تاریخ میں کبھی کبھی ایسے مواقع آتے ہیں کہ جب پوری قوم کی بقاء اور وجود پر سوالیہ نشان لگ جاتا ہے، ایسے موقع پر ضرورت پوری قوم کے اٹھ کھڑے ہونے کی ہوتی ہے، تاکہ ان مسائل ومشکلات کا سامنا کرکے پوری قوم کو اس مصیبت وپریشانی سے نکالا جاسکے، پورے ملک میں شاہین باغ کے نام سے جو آندولن اور عوامی تحریک چلائی جارہی ہے وہ اسی احساس اور خیال کا نتیجہ ہے، ضرورت اس تحریک کو مضبوط کرنے کی ہے اور دلت اکثریت اور مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے حلقہ اور علاقہ میں شاہین باغ قائم کرنے کی ہے تاکہ جو غلط فہمیاں اس سلسلے میں پھیل رہی ہیں یا پھیلائی جارہی ہیں اس کو دور کیا جاسکے، ان خیالات کا اظہار امارت شرعیہ کے نائب ناظم و ہفت روزہ نقیب کے مدیر مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی نے چھپرہ میں کل جماعتی میٹنگ سے خطاب کرتے ہوئے کہا، انہوں نے کہا کہ اب مسئلہ سی اے اے، این آر سی اور این پی آر کا نہیں دلتوں کے ریزرویشن کا بھی ہے، اس سلسلہ میں عدالت نے جو فیصلہ دیا ہے اس کی روشنی میں ضروری ہے کہ پارلیامنٹ ریزرویشن کے تحفظ کے لیے قانون بنائے، تاکہ باباصاحب بھیم راؤ امبیڈکر کے ذریعہ بنائے ہوئے دستور کا تحفظ ہوسکے۔امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کی تجویز اور تحریک پر مختلف سیاسی جماعتوں اور ملی تنظیموں کے مقامی ذمہ داروں کی اِس میٹنگ میں احمد علی ہندوستانی کمیونسٹ پارٹی، پروفیسر ڈاکٹر لال بابو رائے، آرتی سنہی، جاپ صدر ندیم اختر انصاری، لچھمن رام، بھیم آرمی کرم ویر بھارتی، سابق بہوجن سماج رام پارٹی، سیو.جی راج، ساغر نوشیرواں ضلع سکریٹری راجد، راہل کمار یادو، قاری آفتاب عالم، راجندر کمار، روی داس، وغیرہ نے شرکت کی اور اپنے خیالات کا اظہار کیا، ان لوگوں نے تحریک کو گاؤں گاؤں لے جانے کی ضرورت بتلائی، اور اس سلسلہ میں امارت شرعیہ کی خدمات کو لائق تحسین قرار دیا، پروگرام میں مولانا محمد مصطفیٰ مفتاحی، مولانا محمد مرتضی قاضی شریعت سیوان نے بھی شرکت کی۔میٹنگ کے بعد مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی نے دھرنا پر بیٹھے خواتین حضرات سے بھی خطاب کیا اور ان کا حوصلہ بڑھایا، اس موقع سے مفتی صاحب نے این، آرسی اور این پی آر اور سی اے اے کے ہندوستانی شہریوں پر پڑنے والے مضر اثرات کا تفصیل سے ذکر کیا اور بتایا کہ جمہوریت میں طاقت عوام کی ہوتی ہے اور عوام اس کالے قانون کو ہر حال میں واپس کرانا چاہتی ہے، حکومت گونگی بہری ہو تو ملک تباہ و برباد ہوجاتا ہے، حکومت کو عوام کی آواز کو سننا چاہیے، اور جلد از جلد کالے قوانین اور منصوبہ سے دستبرداری کا اعلان کرنا چاہیئے۔

ضلع کشن گنج کی کل جماعتی میٹنگ میں نئے حوصلوں کے ساتھ مقابلے کا عزم

امارت شرعیہ کی دعوت پر مورخہ ۲۴؍فروری ۲۰۲۰ء کو مدرسہ اسلامیہ کشن گنج کے احاطہ میں ایک اہم کل جماعتی میٹنگ کا انعقاد ہوا، میٹنگ میں ضلع کے مختلف سیاسی و نیم سیاسی پارٹیوں اور سماجی و ملی جماعتوں کے ذمہ دار، علماء وائمہ اور سماجی کارکنان نے بڑی تعداد میں شرکت کی، میٹنگ کا آغاز کرتے ہوئے قاضی شریعت کشن گنج مولانا ارشد قاسمی نے ملک کے موجودہ حالات، مرکزی حکومت کی ضد اور اس کے ظلم پر روشنی ڈالتے ہوئے اس ظلم کے خلاف امارت شرعیہ کی کوششوں کا مفصل ذکر کیا، صدر میٹنگ نائب ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ جناب مولانا محمد سہراب ندوی صاحب نے حاضرین کو امیر شریعت مفکر اسلام مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب کا پیغام پہونچاتے ہوئے کہا کہ موجودہ حکومت اپنی ظلم کی کشتی کو منجھدار سے نکالنے کے لیے روز نئی چال چل رہی ہے، جھوٹ اور گمراہی کا سہارا لے رہی ہے، ضرورت ہے کہ کسی قسم کے فریب کا شکار ہوئے بغیر جمہوریت و دستور بچانے کی اس لڑائی کو مضبوطی کے ساتھ جاری رکھا جائے۔

ملک کو بربادی سے بچانے کے لئے آگے آئیں:مفتی وصی احمد قاسمی

۲۴؍فروری ۲۰۲۰ء کو مدرسہ امدادیہ لہریا سرائے دربھنگہ میں ایک اہم کل جماعتی میٹنگ مولانا مفتی وصی احمد قاسمی نائب قاضی شریعت امارت شرعیہ کی صدارت میں منعقد ہوئی، میٹنگ میں حزب مخالف سیاسی پارٹیوں کے ضلعی ذمہ داران، کئی ملی تنظیموں کے سربراہان نے شرکت کی، شرکاء میٹنگ سے خطاب کرتے ہوئے صدر مجلس مولانا وصی احمد قاسمی صاحب نے کہا کہ اس وقت ملک کن سنگین حالات اور دشواریوں سے گزر رہا ہے۔سی اے اے، این پی آر اور این آر سی کے ذریعہ مرکزی حکومت نے ملک کو تباہی کے دہانے پر کھڑا کردیا ہے، ملک کا ہر سیکولر مزاج رکھنے والا شہری اور سیکولر پارٹیاں نیز ملی تنظیمیں اس قانون کے خلاف آواز اٹھا رہی ہیں، ایک بات بہت واضح ہے کہ یہ قانون ملک کے غریب پسماندہ طبقہ کے لئے بہت نقصاندہ ہے۔اس لئے حضرت امیر شریعت کی ہدایت پر ہم دربھنگہ کے تمام سیکولر پارٹیوں کے ذمہ داروں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ضلع سے بلاک، پنچایت اور گاؤں تک اپنے ذمہ داروں کو میٹنگ کرکے بڑی تعداد میں اس سیاہ قانون کے خلاف لوگوں کو سڑکوں پر اتارنے میں بھرپور تعاون کریں۔مفتی ارشد رحمانی قاضی شریعت دربھنگہ نے کہا سی اے اے صاف طور پر ملک کے سیکولر دستور کے خلاف ہے اور این پی آر اور این آر سی کی زد میں ملک کی ۸۵؍فیصد آبادی آنے والی ہے۔لیکن یہ عجیب بات ہے کہ اس کے خلاف سڑکوں پر اترنے والوں کی تعداد بہت معمولی ہے۔

مونگیر میں احتجاجی مظاہرے کے چالیس دن مکمل

پورا ہندوستان اور ہندوستانیوں کو تقسیم کرنیوالا قانون ہے، آزادی کے نعروں سے گونج رہا ہے، ہر شہر، ہر قریہ اور ہر قصبہ میں عام لوگ سڑکوں پر ہیں اور سی اے اے، این پی آر اور این آر سی سے آزادی کا مطالبہ کررہے ہیں۔آج کا ہندوستان آزادی کی جدوجہد کی عکاسی کررہا ہے۔جس طرح اس دور میں سبھی ہندو مسلم سکھ عیسائی، دلت آدی واسی آزادی کی تحریک چلارہے تھے۔انگریزوں کے خلاف متحد ہوکر سیاہ قانون سے آزادی کا نعرہ بلند کررہے تھے اسی طرح آج بھی پورا ہندوستان متحد ہوکر آزادی کا نعرہ بلند کررہا ہے۔ان خیالات کا اظہار جامعہ رحمانی خانقاہ مونگیر کے استاذ جناب مولانا کبیر الدین رحمانی صاحب نے شہید عبدالحمید چوک مونگیر میں احتجاجی مظاہرہ سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔مولانا محترم نے کہا کہ ہندو مسلم سکھ عیسائی سبھی سڑکوں پر اتر کر غیر جمہوری قانون سے آزادی کی مانگ کررہے ہیں۔لڑائی دونوں ایک جیسی ہے۔تحریک یکساں ہے فرق صرف اتنا ہے کہ اسوقت انگریزوں کے خلاف آزادی کی لڑائی تھی۔اس تحریک اور جدوجہد کا مقصد ملک کو غیروں سے نجات دلانا تھا۔بیرونی طاقتوں کو ملک بدر کرنا مقصد تھا۔آج کی لڑائی کا تعلق آئین اور دستور کے تحفظ سے ہے۔انگریزوں کے خلاف لڑائی میں کامیابی ملنے کے بعد جس ہندوستان کی تعمیر اور تشکیل ہوئی تھی اسے باقی رکھنے کی ہے۔کیوں کہ وہ ہندوستان پھر خطرے میں پڑ گیا ہے، جس کو بڑی قربانی اور جدوجہد کے بعد لوگوں نے آزاد کرایا تھا، ہندوستان کی آزادی اس کا آئین، دستور اور جمہوری اصول ہے، اس لئے یہ لڑائی یقینی طور پر آزادی کی لڑائی ہے۔ملک اور دستور کو بچانے کی لڑائی ہے، اس لیے ہم سب کو مل کر یہ لڑائی لڑنی ہے۔

Volume:60/70,Issue:09 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

جس میں نہ یاد تیری ہو وہ دل خراب ہے
ویراں وہ مکان ہے جس میں مکیں نہیں
(داور حسن خاں داور)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

ملک اور اس کے دستور کی حفاظت ہم سب کی اجتماعی ذمہ داری: محمد شبلی القاسمی

امارت شرعیہ کی دعوت پر المعہدالعالی کے کانفرنس ہال میں مختلف مذاہب کے پیشواؤں کا اجتماع

رپورٹ: رضوان احمد ندوی

امارت شرعیہ پھلواری شریف کی دعوت پر شہریت ترمیمی قانون این پی آر اور این آر سی کے خلاف ضلع پٹنہ کے مختلف مذاہب ومسالک کے روحانی پیشواؤں ،ائمہ وعلماء ،دانشوران اور سیاسی وسماجی خدمتگاروں کا ایک نمائندہ اجلاس مورخہ ۲۶ رفروری ۲۰۲۰ء روز بدھ کو المعہد العالی للتدریب فی الافتاء والقضاء کے ہال میں زیر صدارت مولانا حکیم محمد شبلی القاسمی صاحب قائم مقام ناظم امارت شرعیہ منعقد ہوا ،جس میں کلیدی خطاب کرتے ہوئے صدر جلسہ نے فرمایا کہ سی اے اے ،این آر سی اور این پی آر یہ تینوں کالے قانون ملک کے آئین ودستور اور یہاں کی گنگا جمنی تہذیب اور یہاں کی سنسکرتی کے قطعی خلاف ہے ،اس سے ملک کے ایسے اصلی باشندے بری طرح متاثر ہوں گے ،جو قدیم زمانہ سے یہاں بستے آرہے ہیں ،جنہیں مول نواسی کہا جاتا ہے ،کروڑوں آدی واسی پہاڑوں اور جنگلوں میں زندگی بسر کررہے ہیں ،غربت وافلاس کی وجہ سے ان کی معمولات زندگی درہم برہم رہتی ہیں ،ان کے پاس کوئی دستاویزی ثبوت نہیں ہے ۔اگر وہ کوئی رہائشی سرٹیفکٹ نہیں دکھلا سکے تو شہریت سے محروم ہوجائیں گے ،کروڑوں بنجاروں کے پاس بھی کوئی واضح کاغذ نہیں ہے ،کروڑوں لوگ کرایہ کے مکانات میں بودو باش اختیار کیے ہوئے ہیں ،آخر کہاں سے یہ کاغذ دکھلائیں گے ،آج بھی ۳۴ رفیصد لوگ ناخواندہ ہیں ،جو پڑھے لکھے ہیں ان کے کاغذات بھی نامکمل ہیں ،کہیں نام غلط ہے تو پتہ درست نہیں ،والد کا نام درست نہیں اور عمر بھی غلط درج ہے جو ملک ناموں کو درست نہیں کرا سکے تو وہ این پی آر اور این آر سی کیا کرائیں گے ،جیلوں اور شیلٹر ہوم میں بہت سے لوگ برسوں سے قیدو بند کی صعوبتیں برداشت کررہے ہیں ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہے ،ظاہر ہے کہ ان حالات میں یہ سبھی لوگ شہریت سے محروم ہوجائیں گے ،مرکزی حکومت ملک کے باشندوں کو یہاں کے بنیادی مسائل مہنگائی وبے روزگاری سے ذہن کو موڑنے کے لیے اس طرح کے کالے قوانین نافذ کرنا چاہتی ہے تاکہ ملک کے اندر انارکی پھیلے اور ہم باشندگان وطن ایسا نہیں ہونے دیں گے ،یہی وجہ ہے کہ مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب امیر شریعت بہار ،اڈیشہ وجھارکھنڈ نے چھ سات ماہ پہلے ہی ملک کی سیاسی فضاؤں کی لکیروں سے یہ محسوس کرلیا تھا کہ مرکزی حکومت یہاں کے باشندوں میں قانون سازی کی راہ سے افراتفری کا ماحول پیدا کرنا چاہتی ہے ،اس سمت میں سب سے پہلے ہمارے مخدوم امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے اپنی ایمانی بصیرت اور سیاسی دوراندیشی سے مضبوطی کے ساتھ قدم اٹھایا اور ملت کی بروقت رہنمائی کی ،امارت شرعیہ نے انسانی خدمت کے جذبہ سے تاریخ کے ہر دور میں ملک وملت کی صحیح سمت میں رہنمائی کی ہے چنانچہ اس مسئلہ پر بھی لوگوں کو بیدار کیا ،جس کے نتیجے میں آج ملک کے اندر لوگوں میں اس قانون کے خلاف شعور پیدا ہوا اور وہ اپنے دستوری حقوق کی حفاظت اور آئین کی پاسداری کے لیے میدان عمل میں اتر آئے ،آج کی میٹنگ میں اسی مسئلہ پر ہم سب لوگوں کو غور کرنا ہے ،گرچہ ریاستی حکومت نے این پی آر کرانے کے لیے ۲۰۱۰ء کے فارمیٹ کو منظور کیا ہے ؛مگر ہم لوگوں کا مطالبہ یہ ہے کہ ریاستی حکومت پرانا گزٹ نوٹیفکیشن فوراً رد کرے اور نیا نوٹیفکیشن جاری کرکے پہلے کی طرح مردم شماری کرائے اور سی اے اے خلاف تجویز منظور کرے ،مولانا نے کہا کہ پورے ملک کی حفاظت کرنا ہمارا فرض اور ہماری ذمہ داری ہے ،لوک تانترک جن پہل کے سربراہ ستیہ نارائن مدن بابو جی نے کہا کہ سی اے اے کا قانون ہندوؤں کو شرنارتھی بنانے والا قانون ہے کہ پہلے ان سے شہریت چھینی جائے گی پھر وہ جس ملک سے آئے ہیں ان سے ثبوت پیش کرنے کے لیے کہا جائے گا ،پھر سی اے اے کے ذریعہ سرٹیفکیٹ دی جائے گی اور انہیں بہت سارے شہری حقوق سے محروم رکھا جائے گا ،یہ گویا اس ملک کے باشندوں کے ساتھ مذاق ہے ،انہوں نے کہا کہ ریاستی حکومت کو دستور کی دفعہ ۱۳۱ ر کے تحت اس قانون کو عدالت میں چیلنج کرنے کا اختیار ہے ،اس لیے بہار حکومت اس قانون کے خلاف عدالت میں جائے ۔عیسائی الپ سنکھیک کلیان سنگھ پٹنہ کے جنرل سکریٹری ایس کے لارینس نے کہا کہ ہم سب لوگ متحد ہوکر اس قانون کے خلاف تحریک چلاتے رہیں کسی بھی صورت میں اس گلستاں کو تتر بتر ہونے نہ دیں ،کیونکہ اس ملک کے ۸۰ رفیصد لوگ سی اے اے کے خلاف ہیں اور ہم کبھی بھی اس ملک کو ہندو راشٹر نہیں ہونے دیں گے ،اوور لیڈی فاطمہ چرچ پھلواری شریف کے پادری ''فادر جواکھم'' نے کہا کہ اقلیتیں کم ہیں مگر ان میں دم ہے ،جاگتے رہیں اور جگاتے رہیں ،کامیابی مل کے رہے گی ،اناتھ آشرم کے چیئرمین شمبھو شرما جی نے کہا کہ اس ملک کے کچھ سیاسی بازی گر لوگوں کو مذہب کی بنیاد پر ٹکڑوں میں بانٹنا چاہتے ہیں ان کی اس گندی اور ناپاک سیاست کو کسی بھی صورت میں کامیاب نہیں ہونے دیں ہم سب بھائی چارگی کے ساتھ رہیں اور مل جل کر اس کالے قانون کے خلاف تحریک جاری رکھیں ،ہندوستان پارٹی کے آرگنائزر محترمہ ایم لتا پاسوان نے کہا کہ ہمارا ملک کوئی دھرم شالہ نہیں ہے کہ سی اے اے کے ذریعہ کسی کو رہنے دیں ،پہلے ہی سے اس ملک میں مہنگائی اور بے روزگاری بہت زیادہ ہے ،پہلے حکومت اس ملک کی معیشت کو ٹھیک کرے ،مولانا مفتی سہیل احمد قاسمی نے کہا کہ ملک کی آزادی میں جن لوگوں نے شہادت دی ان میں سے تقریباً ۹۳ رہزار لوگوں کے نام دہلی کے انڈیا گیٹ پر کندہ ہے ،ان اعداد وشمار میں ۶۱۳۹۵ رمسلم شہداء کے نام شامل ہیں اور باقی سکھ اور دلت بھائیوں کے نام ہیں ؛لیکن اس میں ایک بھی ایسے نہیں جو آر ایس ایس سے وابستہ ہیں اس ملک کے لیے ان کی کوئی قربانی نہیں ہے ،مولانا ابوالکلام شمسی صاحب نے کہا کہ بہار ریاستی اسمبلی نے ۲۰۱۰ء کے فارمیٹ کے حساب سے یہاں این پی آر کرانے کی تجویز کی ہے میرا خیال ہے کہ پہلے اس کا جائزہ لے لیا جائے اور حکومت کو توجہ دلائی جائے ،بھیم آرمی کے ریاستی کنوینر امر آزاد نے اس کالے قانون کے خلاف زمینی سطح پر کام کرنے پر زور دیا اور کہا کہ بہت سارے دلت بھائی اس سے ناواقف ہیں ،انہوں نے اس سلسلہ میں پیش قدمی کا وعدہ کیا ،مولانا اعجاز کریم صاحب نے کہا کہ کالے قانون کے خلاف تحریک کو جاری رکھا جائے اس سلسلہ میں ہم لوگ امارت شرعیہ کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ،مولانا محمد عالم قاسمی صاحب نے کہا کہ مرکزی حکومت عددی قوت سے اپنے خفیہ منصوبے کو ملک میں نافذ کرنا چاہتی ہے ہم ان کے اس ناپاک منصوبے کو کبھی کامیاب نہیں ہونے دیں گے ،جناب محمد قمر واسع صاحب جماعت اسلامی نے کہا کہ اس قانون نے ملک کے باشندوں کو بیدار کردیا ہے ،جب تک حکومت اس قانون کو واپس نہ لے لے تحریک جاری رہے گی ،جناب محمد مسیح الدین صاحب نے کہا کہ حکومت اس قانون کے ذریعہ لوگوں کے دلوں میں نفرت وعداوت کی دیوار کھڑی کررہی ہے لیکن باشعور طبقہ حکومت کے عزائم کو سمجھ چکا ہے وہ اپنے مقصد میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی ،مولانا احمد حسین صاحب قاسمی معاون ناظم امارت شرعیہ نے موجودہ حالات میں امارت شرعیہ کی کارکردگی پیش کرتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ نے کئی ماہ پہلے حکومت کی بدنیتی کو واضح کیا ،ذیلی دفاتر اور ذیلی دارالقضاء کے قضاۃ کے ذریعہ لوگوں کے ملی وسیاسی شعور کو بیدار کیا جس کی وجہ سے اس تحریک میں قوت وتوانائی پیدا ہوئی ،اجلاس کی نظامت قاضی سہیل اختر صاحب قاسمی نائب قاضی امارت شرعیہ نے بحسن وخوبی انجام دی۔

اجلاس کا آغاز مولانا اسعداللہ صاحب قاسمی کی تلاوت کلام پاک سے ہوا ،قاری مجیب الرحمان صاحب نے شان رسالت میں خراج عقیدت پیش کیا اور مولانا محمد شمیم اکرم رحمانی نے وقفہ وقفہ سے پرسوز مترنم لہجہ میں انقلابی نظمیں پیش کیں آخر میں یہ مشاورتی اجلاس قاضی شریعت مولانا عبدالجلیل صاحب قاسمی کی دعاء پر اختتام کو پہونچا اس اجلاس کو کامیاب اور بامقصد بنانے میں جناب سمیع الحق صاحب ،مولانا نصیرالدین صاحب مظاہری ،مولانا محمد عادل فریدی ،مولانا ارشد رحمانی ،مولانا محمد احمد صاحب ،جناب مولانا مرغوب احسن ندوی صاحب ،جناب عرفان الحسن صاحب ،جناب سید ظفر صاحب ،جناب خبیب صاحب نے بڑی جدو جہد کی ،اجلاس میں پٹنہ کے مختلف بلاک کے نقباء وسرکردہ شخصیات نے شرکت کی ،اور اپنے اپنے بلاک میں لوگوں کو بیدار کرنے کے عزم کا اظہار کیا۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے ،تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں ،اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں ،موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں ۔مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں ،رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Call & Whatsapp-Mobile: 9576507798 رابطہ اور واٹس اَپ نمبر

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔
Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah
اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کرکے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں ۔مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ imaratshariah@ کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)